بسم اللّٰہ الرّحمن الرّحیم　　نحمدہ ونصلّی علی رسولہ الکریم　　وعلی عبدہ المسیح الموعود

جماعت احمدیہ برطانیہ کا تعلیمی، تربیتی اور معلوماتی مجلّہ

لندن

اخبار احمدیہ

جنوری، فروری ۲۰۲۲ء　　جمادی الاول، جمادی الثانی، رجب، ہجری قمری ۱۴۴۳　　صلح، تبلیغ، ہجری شمسی ۱۴۰۰　　شمارہ ۱

سبز اشتہار

سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذرّیت و نسل ہوگا۔خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رِجس سے پاک ہے۔اور وہ نور اللہ ہے۔مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔اُس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت وغیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا۔اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے)۔دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَ الْعُلَاء كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاء ۔جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔تب وہ اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ اَمْرًا مَقْضِيًّا''۔

حضور نے فرمایا کہ یہ دعائیں بھی درود شریف اور استغفار
کے علاوہ کثرت سے پڑھا کریں

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ
رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ
(آل عمران:9)

اے ہمارے رب! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد
اس کے کہ تُو ہمیں ہدایت دے چکا ہو اور ہمیں اپنی طرف
سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تو ہی بہت عطا کرنے والا ہے

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْۤ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا
وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ
(آل عمران:148)

اے ہمارے رب! ہمارے گناہ بخش دے اور اپنے معاملے
میں ہماری زیادتی بھی اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور
ہمیں کافر قوم کے خلاف نصرت عطا کر۔

خطبہ جمعہ 31، دسمبر 2021ء

امیر جماعت برطانیہ
رفیق احمد حیات

مبلغ انچارج
عطاء المجیب راشد

نگران
منصور احمد شاہ

مدیرِ اعلیٰ
ولید احمد

ادارتی بورڈ
لطیف احمد شیخ، مبارک صدیقی، رانا عبدالرزاق خاں

پروف ریڈنگ
افضال ربانی

ٹائپ سیٹنگ
لطیف احمد شیخ

میگزین ڈیزائن
اظہر مانی

سرورق ڈیزائن
مرزا ندیم احمد

ایڈیٹر انگریزی
احد بھنو ، عابد احمد

میگزین ڈیزائن
مرزا ندیم احمد

ترجمہ - شیخ رفیق احمد

پروف ریڈنگ
محمود احمد

مینیجر - شیخ طاہر احمد

ترسیل
رفیق صالح ناصر، ابراہیم خان، ارسلان توقیر ملک، دانیال احمد صدیقی، مبشر شہزاد، عادل عرفان، وقار خالد، ولید احمد ، جلیس حامد، یاسر احمد، اویس احمد ،تصدق خان ، کامل محمود، عادل محمود ۔

فہرست مضامین — صفحہ

قال اللہ تعالیٰ ، قال الرسول ﷺ ، کلام الامام علیہ السلام	4
اداریہ	5
خلاصہ خطبات جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز	6
”حضرت مصلح موعودؓ علم کا خزانہ“	17
خلافت کی برکات و اہمیت	22
جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم	27
خبرنامہ	28
استحکام خلافت کیلئے حضرت مصلح موعودؓ کا لازوال کردار	31
گل دستہ	37

قال اللہ تعالیٰ

لَهُمْ مَا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِيْنَ۔

''اُن کے لئے اُن کے ربّ کے حضور وہ کچھ ہوگا جو وہ چاہیں گے۔ یہ ہوگی حسنِ عمل کرنے والوں کی جزا۔''

(سورہ الزمر 35 ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

قال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ۔

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی اس وقت مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ دوسرے کے لئے بھی وہی چیز پسند نہیں کرتا جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ یعنی اگر اپنے لئے آرام، سکھ اور بھلائی چاہتا ہے تو دوسرے کے لئے بھی یہی چاہے۔

(بخاری کتاب الایمان باب من الایمان ان یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ)

کلام الامام علیہ السلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

''یاد رکھو! جبتک تم میں ہر ایک ایسا نہ ہو کہ جو اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی اپنے بھائی کے لئے پسند کرے، وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ وہ مصیبت اور بلا میں ہے اُس کا انجام اچھا نہیں۔۔۔۔ میں عنقریب ایک کتاب لکھوں گا اور ایسے تمام لوگوں کو جماعت سے الگ کردوں گا جو اپنے جذبات پر قابو نہیں پاسکتے اور باہم محبت اور اخوت سے نہیں رہ سکتے۔ جو ایسے ہیں وہ یاد رکھیں کہ وہ چندروزہ مہمان ہیں جبتک کہ عمدہ نمونہ نہ دکھائیں۔ میں کسی کے سبب سے اپنے اوپر اعتراض لینا نہیں چاہتا۔ ایسا شخص جو میری جماعت میں ہو کر میری منشاء کے موافق نہ ہو، وہ خشک ٹہنی ہے اُس کو اگر باغبان کاٹے نہیں تو کیا کرے۔ خشک ٹہنی دوسری سرسبز شاخ کے ساتھ رہ کر پانی تو چوستی ہے مگر وہ اُس کو سرسبز نہیں کرسکتا بلکہ وہ شاخ دوسری کو بھی لے بیٹھتی ہے۔ پس ڈرو میرے ساتھ وہ نہ رہے گا جو اپنا علاج نہ کرے گا۔''

(ملفوضات جلد اوّل صفحہ 336)

اداریہ

جماعت احمدیہ کے تمام خلفاء نے مختلف وقتوں میں عملی اصلاح کے موضوع پر اپنے خطبات جمعہ میں احباب جماعت کو متعدد بار توجہ دلائی ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی چھ دسمبر ۲۰۱۳ء کے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ

''ہر نیکی جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں کرنے کا حکم فرمایا ہے، اُس کا حصول اور ہر برائی جس سے رکنے کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم فرمایا ہے اُس سے نہ صرف رکنا بلکہ نفرت کرنا عملی اصلاح کی اصل اور جڑ ہے۔پس ہم تب زمانے کے امام کی حقیقی جماعت کے فرد کہلائیں گے جب نیکیاں اور اعلیٰ اخلاق ہم میں پیدا ہوں گے۔''

پس ہمیں اپنے جائزے لینے ہوں گے کہ ہم اپنی عملی زندگی میں نیکیاں اور اعلیٰ اخلاق پیدا کرنے کے لئے کیا کوششیں کر رہے ہیں۔اور اس کا آغاز ہمیں اپنے گھر، اپنے خاندان اور اپنے اردگرد کے ماحول میں بسنے والوں سے بہترین معاشرتی تعلقات قائم کر کے کرنا ہوگا۔ ہمیں آپس میں چھوٹی چھوٹی باتوں پر ہو جانے والی رنجشوں کو ختم کرنا ہوگا۔ایک دوسرے کی غلطیوں کو معاف کرنا ہوگا۔درگذر سے کام لے کر صبر اور حوصلے کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔اور یہی باتیں ہمیں اپنے بچوں کو سکھانی ہوں گی۔اس ضمن میں حضور انور نے ۱۳ دسمبر ۲۰۱۳ء کے خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا کہ

''بچہ گھر میں ماں باپ اور بڑوں سے سیکھتا ہے، اُن کو دیکھتا ہے اور اُن کی نقل کرتا ہے۔اسی طرح ہمسائیوں، ماں باپ کی سہیلیوں اور دوستوں کے غلط عمل کا بھی بچے پر اثر پڑ رہا ہوتا ہے۔پس اگر اپنی نسل کی، اپنی اولاد کی اصلاح کرنی ہے تاکہ آئندہ عملی اصلاح کا معیار بلند ہو تو ماں باپ کو اپنی حالت کی طرف بھی نظر رکھنی ہوگی۔اگر بچے کو نیک ماحول میں رکھ دیں گے تو نیک کام کرتا چلا جائے گا۔

اگر بُرے ماحول میں رکھ دیں گے تو بُرے کام کرتا چلا جائے گا۔پس ماں باپ کی یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ اپنے عمل سے بچوں کو بھی نمازی بنائیں، سچ پر قائم کریں، اپنے عمل سے دوسرے اعلیٰ اخلاق بھی اُن کے سامنے رکھیں تاکہ وہ بھی اُن اخلاق کو اپنانے والے ہوں۔''

جب ہم اپنی ذات اور اپنے گھر میں ان باتوں پر عمل کرنا شروع کر دیں گے تو یقیناً ہماری زندگی میں نیکیوں کے حصول کے آغاز ہو جائے گا جو پھر آگے جا کر اُن اعلیٰ اخلاق کے حصول میں بھی ہماری مدد کریں گے جس کی طرف ہمارے پیارے آقا توجہ دلوا رہے ہیں۔نیکیوں کے حصول اور اعلیٰ اخلاق کے حصول کے لئے ہمیں اپنے نفس کو مارنے، اپنی خواہشات کو قربان کرنے کی ضرورت ہے۔جیسا کہ حضور انور نے 6 دسمبر ۲۰۱۳ء کے خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا کہ

''پس آج ہمیں عہد کرنے کی ضرورت ہے کہ کہ ہم اپنی ذاتی خواہشات کی قربانی بھی کریں گے، اپنے بیوی بچوں کی خواہشات کی قربانی بھی کریں گے اور ہر وہ قربانی کرنے کی بھرپور کوشش کریں گے جس سے ہماری عملی اصلاح کی دیواریں مضبوط سے مضبوط تر ہوتی چلی جائیں۔''

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

خلاصہ خطباتِ جمعہ

فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

(خلاصہ خطباتِ جمعہ ادارہ اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

تحریک جدید کے ۸۸ ویں سال کا اعلان اور گزشتہ ۸۷ ویں سال کے کوائف کا تذکرہ

۵ رنومبر ۲۰۲۱ء بمطابق ۵ رنبوت ۱۴۰۰ ہجری شمسی
بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد۔ یو کے

حضور انور نے تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مومنین کی جو خصوصیات بیان فرمائی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اپنے پاک مال سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مال کے خرچ کے حوالے سے یہی بتایا کہ مال خرچ کرنے والے مومن ہیں۔ الٰہی جماعتوں کا طریق ہے کہ وہ اپنے مال کو پاک کرنے کے لئے، اللہ تعالیٰ کے فضل، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتی ہیں۔ جماعت میں بھی اسی طرح مالی قربانیوں کا سلسلہ قائم ہے۔ دنیا کے مختلف ممالک میں پھیلے ہوئے احمدی اپنی مالی قربانیوں کے ایسے ایسے نمونے پیش کرتے ہیں کہ جنہیں دیکھ کر انسان اس یقین پر پہلے سے بڑھ کر قائم ہو جاتا ہے کہ یقیناً حضرت مسیح موعود علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے وہی فرستادے ہیں جن کے ذریعہ سے آخری زمانے میں اسلام کی خوبصورت تعلیم دنیا میں پھیلنی تھی۔ اگر اس ایک نشان کو مخالفین غور سے دیکھیں اور اپنے دلوں کے بغضوں کو نکال کر انصاف سے کام لیں تو احمدیت کی سچائی کی یہی نشانی ان کے دل بلا وجہ کی مخالفت سے پاک کر سکتی ہے لیکن ان کے دل تو پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہیں۔ بہرحال ان کا معاملہ خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ ایسی جماعت ہے جس کی اکثریت غریب لوگوں یا اوسط درجہ کے لوگوں پر مشتمل ہے لیکن اس کے باوجود قربانی کا ایک جذبہ ہے۔ اس کوشش میں رہتے ہیں کہ اسلام کی نشاۃِ ثانیہ میں ہمارا بھی حصہ ہو جائے اور پھر ان کی معمولی قربانیاں بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہو کر لاکھوں کروڑوں پاؤنڈ کے برابر پھل لاتی ہیں۔ پس اصل چیز اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبولیت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت اپنے محدود وسائل کے ساتھ جس کام کو بھی شروع کرتی ہے اللہ تعالیٰ اس میں ایسی برکت ڈالتا ہے کہ دیکھنے والے سمجھتے ہیں کہ شاید یہ اس کام میں کئی ملین پاؤنڈز کا خرچ کر رہے ہیں لیکن انہیں پتہ نہیں کہ یہ غریب لوگوں کے پیسے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکت پڑتی ہے اور اس کے نتیجہ میں ہمارے چھوٹے کام بھی بڑے ہو کر نظر آتے ہیں۔ جماعت میں ایسی بیشمار مثالیں ہیں کہ لوگ اپنے پاس کچھ نہ ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کسی نہ کسی ذریعہ سے انتظام کر کے خرچ کر دیتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ بھی ایسی قربانیوں کو ضائع نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے وعدہ کے مطابق کہ وَّ یَرۡزُقۡہُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ اور اس کو وہاں سے رزق دے گا اور دیتا ہے جہاں سے رزق آنے کا اسے خیال بھی نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ بھی اس طرح اپنا وعدہ پورا کرتا ہے۔

حضور انور نے دنیا بھر سے مختلف احباب جماعت کی مالی

قربانیوں کے ایمان افروز واقعات پیش کرنے کے بعد تحریک جدید کے ۸۸ ویں سال کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ گزشتہ سال اللہ کے فضل سے تحریک جدید کے مالی نظام میں جماعت کو 15.3 ملین پاؤنڈ کی مالی قربانی کی توفیق ملی جو پچھلے سال سے آٹھ لاکھ بیالیس ہزار پاؤنڈ زیادہ ہے۔ پاکستان کے اقتصادی حالات بھی خراب ہیں۔ قربانیوں میں تو وہ بڑھتے ہیں۔ ان کے لئے بھی دعا کریں۔ مجبوریوں کی وجہ سے ان کی بعض قربانیوں کا ذکر نہیں کیا جا سکتا۔ بہرحال اس کے علاوہ جو قربانی کرنے والے ہیں۔ جرمنی نمبر ایک۔ اس کے بعد برطانیہ پھر امریکہ، کینیڈا، مڈل ایسٹ کی ایک جماعت، بھارت، آسٹریلیا، انڈونیشیا، گھانا اور نمبر دس پہ پھر مڈل ایسٹ کی ایک جماعت ہے۔ شاملین میں اضافے کے لحاظ سے نائیجیریا نمبر ایک پہ پھر گیمبیا، سینیگال، گھانا، تنزانیہ، گنی کناکری، ملاوی، یوگنڈا، گنی بساؤ، کونگو کنشاسا، برکینا فاسو، کونگو برازیل۔

برطانیہ کے پہلے پانچ ریجن میں مسجد بیت الفتوح، مسجد فضل ریجن، اسلام آباد، مڈلینڈز، بیت الاحسان۔ مجموعی وصولی کے لحاظ سے برطانیہ کی پہلی دس بڑی جماعتیں یہ ہیں: فارنہم، اسلام آباد۔ ساؤتھ چیم۔ مسجد فضل۔ ووسٹر پارک۔ برمنگھم۔ ساؤتھ والسال، آلڈرشاٹ۔ جلنگھم۔ ٹلفورڈ۔

حضور انور نے دنیا کے بعض دیگر ممالک کی جماعتوں کا بھی اعلان کرنے کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمام قربانی کرنے والوں کے اموال ونفوس میں برکت عطا فرمائے۔ (آمین)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا تذکرہ

۱۲ر نومبر ۲۰۲۱ء بمطابق ۱۲ر نبوت ۱۴۰۰ ہجری شمسی
بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد۔ یو کے

حضور انور نے تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ گزشتہ خطبات میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ہو رہا تھا۔ آج بھی وہی ہے۔ حضرت حفصہ بنتِ عمرؓ حضرت عمرؓ کی دنیا سے بے رغبتی اور زہد کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرماتی ہیں کہ انہوں نے ایک دفعہ اپنے والد بزرگوار سے کہا اے امیر المومنین! اللہ نے رزق کو وسیع کیا ہے اور آپؓ کو فتوحات عطا کی ہیں اور کثرت سے مال عطا کیا ہے کیوں نہ آپؓ زیادہ نرم غذا کھایا کریں اور زیادہ نرم لباس پہنا کریں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: اللہ کی قسم! جہاں تک مجھ میں طاقت ہوگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کی زندگیوں کی سختی میں شامل رہوں گا تا کہ شاید میں ان دونوں کی راحت کی زندگی میں بھی شریک ہو جاؤں۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت عمرؓ کی عاجزی اور تقویٰ کے معیار کے بارے میں اس بات سے اندازہ ہوتا ہے۔ حضرت عُروہ بن زُبیرؓ سے روایت ہے کہ مَیں نے عمر بن خطابؓ کو کندھے پر پانی کا ایک مشکیزہ اٹھائے ہوئے دیکھا تو میں نے کہا: اے امیر

المومنین! آپؓ کے لئے یہ مناسب نہیں ہے۔ آپؓ نے فرمایا کہ مختلف قوموں کے وفد جب اطاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے آئے تو میرے دل میں اپنی بڑائی کا احساس ہوا۔ اس لئے میں نے اس بڑائی کو توڑنا ضروری سمجھا۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں ''کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ اونٹوں کے چرانے والا ایک شخص عظیم الشان بادشاہ بن گیا اور صرف دنیاوی بادشاہ نہیں بنا بلکہ روحانی بھی۔ ایک دفعہ آپؓ حج کو گئے تو راستہ میں ایک مقام پر کھڑے ہو گئے۔ دھوپ بہت سخت تھی جس سے لوگوں کو بہت تکلیف ہوئی لیکن کوئی یہ کہنے کی جرأت نہ کرتا کہ آپؓ یہاں کیوں کھڑے ہیں۔ آخر ایک صحابی نے عرض کیا کہ آگے چلئے یہاں کیوں کھڑے ہو گئے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں یہاں اس لئے کھڑا ہوا ہوں کہ ایک دفعہ میں اونٹ چرانے کی وجہ سے تھک کر اس درخت کے نیچے لیٹ گیا تھا۔ میرا باپ آیا اور اس نے مجھے مارا کہ کیا تجھے اس لئے بھیجا تھا کہ وہاں جا کر سو رہنا۔ تو ایک وقت میں میری یہ حالت تھی لیکن میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قبول کیا تو خدا تعالیٰ نے مجھے یہ درجہ دیا کہ آج اگر لاکھوں آدمیوں کو کہوں تو وہ میری جگہ جان دینے کو تیار ہیں۔ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کس حالت میں تھے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے ان کی کیا حالت ہو گئی اور انہوں نے وہ درجہ اور علم پایا جو کسی کو حاصل نہ تھا۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ایک طرف اونٹ یا بکریاں چرانے کی حالت کو دیکھو کیسی علم سے دور معلوم ہوتی ہے اور دوسری طرف اس بات پر غور کرو کہ اب بھی جبکہ یورپ کے لوگ ملک داری کے قوانین سے نہایت واقف اور آگاہ ہیں حضرت عمرؓ کے بنائے ہوئے قانون کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی فضیلت کے بارے میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علیین والوں میں سے کوئی شخص جنت والوں پر جھانکے گا تو اس کے چہرہ کی وجہ سے جنت جگمگا اٹھے گی۔ گویا ایک چمکتا ہوا ستارہ ہے اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی ان میں سے ہیں اور وہ دونوں کیا ہی خوب ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ عَبدِ خیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ منبر پر کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ اے لوگو! کیا میں تمہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت کے سب سے بہترین انسان کے بارے میں نہ بتاؤں۔ لوگوں نے کہا کیوں نہیں۔ حضرت علیؓ نے کہا ابوبکرؓ ہیں۔ پھر آپؓ تھوڑی دیر خاموش رہے اور پھر کہنے لگے اے لوگو! کیا میں تمہیں حضرت ابوبکرؓ کے بعد اس امت کے سب سے بہترین انسان کے بارے میں بتاؤں وہ عمرؓ ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا تذکرہ

۱۹ر نومبر ۲۰۲۱ء بمطابق ۱۹ر نبوت ۱۴۰۰ ہجری شمسی
بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد۔ یوکے

حضور انور نے تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ صحابہؓ کی پہلی حالت اور اسلام قبول کرنے کے بعد جو انقلاب ان کی حالتوں میں آیا اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مثال حضرت عمرؓ کی بھی دی ہے۔ آپؓ نے فرمایا۔ ''دیکھو صحابی کس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ بنے اور کس طرح انہوں نے بڑے بڑے درجے حاصل کئے۔ یہی صحابہ تھے جو پہلے شراب پیا کرتے تھے۔ آپس میں لڑا کرتے تھے اور کئی قسم کی کمزوریاں ان میں پائی جاتی تھیں لیکن جب انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قبول کیا اور دین کے لئے ہمت اور کوشش سے کام لیا تو نہ صرف خود ہی اعلیٰ درجے پر پہنچ گئے بلکہ دوسروں کو بھی اعلیٰ مقام پر پہنچانے کا باعث ہو گئے۔''

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت عمرؓ کی خشیت الٰہی کی حالت کے بارے میں روایت ہے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ اگر دریائے فرات کے کنارے کوئی بکری بھی ضائع ہو کر مر گئی تو مجھے ڈر ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے قیامت کے دن اس کے بارے میں سوال کرے گا۔ ایک روایت میں اس طرح بیان ہوا ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر دریائے فرات کے کنارے کوئی اونٹ بھی ضائع ہو کر مر گیا تو مجھے ڈر ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے اس کے بارے

میں سوال کرے گا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے بیان کیا کہ ’’حضرت عمرؓ کو دیکھ لو ان کے رعب اور دبدبہ سے ایک طرف دنیا کے بڑے بڑے بادشاہ کانپتے تھے۔ قیصر و کسریٰ کی حکومتیں تک لرزہ براندام رہتی تھیں مگر دوسری طرف اندھیری رات میں ایک بدوی عورت کے بچوں کو بھوکا دیکھ کر عمرؓ جیسا عظیم المرتبت انسان تلملا اٹھا اور وہ اپنی پیٹھ پر آٹے کی بوری لاد کر اور گھی کا ڈبہ اپنے ہاتھ میں اٹھا کر ان کے پاس پہنچا اور اس وقت تک واپس نہیں لوٹا جب تک کہ اس نے اپنے ہاتھ سے کھانا پکا کر ان بچوں کو نہ کھلا لیا اور وہ اطمینان سے سو نہ گئے۔‘‘

حضور انور نے حضرت عمرؓ کی قبولیتِ دعا کے چند واقعات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ آپؓ کی ایک دعا کی قبولیت کا واقعہ دریائے نیل کے جاری ہونے کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے۔ دریائے نیل اس وقت بالکل نہیں بہہ رہا تھا یہاں تک کہ لوگوں نے وطن سے نکلنے کا ارادہ کرلیا۔ لوگوں نے وہاں سے جانے کا، جگہ کو چھوڑنے کا ارادہ کرلیا۔ پس جب حضرت عمروؓ نے یہ دیکھا تو حضرت عمر بن خطابؓ کو اس کے بارے میں لکھا۔ حضرت عمرؓ نے حضرت عمرو بن عاصؓ کو جواباً خط کے اندر ایک چھوٹا رقعہ بھیجا اور حضرت عمرؓ نے حضرت عمروؓ کو لکھا کہ یقیناً میں نے تمہاری طرف اپنے خط کے اندر ایک رقعہ بھیجا ہے اس کو دریائے نیل میں ڈال دینا۔ جب حضرت عمرؓ کا خط حضرت عمرو بن عاصؓ کو پہنچا تو انہوں نے وہ رقعہ نکالا اور اس کو کھولا تو اس میں لکھا تھا۔ اللہ کے بندے عمر بن خطاب امیر المومنین کی طرف سے مصر کے دریائے نیل کی طرف۔ امابعد، اگر تُو خود سے بہہ رہا ہے تو نہ بہہ لیکن اگر اللہ تعالیٰ تجھے چلا رہا ہے تو میں اللہ واحد و قہار سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تجھے چلائے۔ پس حضرت عمروؓ نے وہ رقعہ صلیب کے تہوار سے ایک دن پہلے دریائے نیل میں ڈال دیا۔ جب صبح ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ایک ہی رات میں سولہ ہاتھ زیادہ پانی دریائے نیل میں جاری کردیا۔

حضور انور نے فرمایا کہ جب بھی موقع آیا حضرت عمرؓ نے قربانی کرنے میں بڑھنے کی کوشش کی۔ وہ بھی موقع تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کی قربانی کی تحریک فرمائی تو اپنا آدھا مال لے کر آ گئے لیکن خشیت الٰہی کا یہ حال تھا کہ جب فوت ہونے لگے تو آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور فرماتے تھے کہ میں کسی انعام کا مستحق نہیں ہوں۔ میں تو صرف یہ جانتا ہوں کہ سزا سے بچ جاؤں۔ یہ تھا آپؓ کا خشیت، خوف خدا کا حال۔ بہرحال ابھی تھوڑی سی باتیں ہیں جو آئندہ بھی ان شاءاللہ بیان ہوجائیں گی۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا تذکرہ

۲۶؍نومبر ۲۰۲۱ء بمطابق ۲۶؍نبوت ۱۴۰۰ ہجری شمسی
بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد۔ یوکے

حضور انور نے تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ حضرت عمرؓ کے دربار میں علم رکھنے والے خاص طور پر قرآن کریم کا علم رکھنے والوں کا بڑا مقام تھا چاہے وہ چھوٹی عمر کے نوجوان ہیں یا بچے ہیں یا بڑے ہیں۔ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمرؓ کے دربار کا ایک واقعہ یوں بیان فرماتے ہیں کہ ’’حضرت عمرؓ کے دربار میں ایک امیر آیا۔ اس نے اس بات کو بہت مکروہ سمجھا کہ ایک دس برس کا لڑکا بھی بیٹھا ہے کہ ایسی عالیشان بارگاہ میں لونڈوں کو کیا کام؟ اتفاق سے حضرت عمرؓ اس امیر کی کسی حرکت پر ناراض ہوئے۔ جلاد کو بلایا۔ وہی لڑکا پکار اٹھا وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ (آل عمران: 135) اور پڑھا وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ۔(الاعراف:200) اور کہا هٰذَا مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۔ حضرت عمرؓ کا چہرہ زرد ہوگیا اور خاموش رہ گئے۔ اس وقت اس کے بھائی نے یعنی اس شخص کے بھائی نے جو بول رہا تھا کہا۔ دیکھا اسی لونڈے نے تمہیں بچایا ہے جس کو تم حقیر سمجھتے تھے۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت عمرؓ میں وسعتِ حوصلہ کس حد تک تھی۔ اس بارے میں روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا۔ اے لوگو! تم میں کوئی بھی شخص اگر مجھ میں ٹیڑھا پن دیکھے تو اسے سیدھا کردے۔ ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہا اگر ہم آپؓ میں ٹیڑھا پن دیکھیں گے تو اسے اپنی تلواروں سے سیدھا کریں گے۔ حضرت عمرؓ نے کہا اللہ کا شکر ہے کہ اس نے اس امّت میں ایسا بھی آدمی پیدا کیا ہے جو عمر کے ٹیڑھے پن کو اپنی تلوار سے

سیدھا کرے گا۔ حضرت عمرؓ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: مجھے بھلائی کا حکم دے کر، برائی سے روک کر اور مجھے نصیحت کر کے میری مدد کرو۔ پھر ایک موقع پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میرے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ وہ شخص ہے جو میرے عیوب سے مجھے آگاہ کرے۔ پھر حضرت عمرؓ کا ایک قول بیان کیا جاتا ہے کہ مجھے خوف ہے کہ مَیں غلطی کروں اور میرے ڈر سے کوئی مجھے سیدھا راستہ نہ دکھائے۔

حضورانور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام بیان فرماتے ہیں ”یہ عقیدہ ضروری ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاروق عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب کے سب واقعی طور پر دین میں امین تھے۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اسلام کے آدم ثانی ہیں اور ایسا ہی حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما اگر دین میں سچے امین نہ ہوتے تو آج ہمارے لئے مشکل تھا جو قرآن شریف کی کسی ایک آیت کو بھی من جانب اللہ بتا سکتے۔“ پھر حضرت مسیح موعودعلیہ السلام فرماتے ہیں: ”مجھے میرے ربّ کی طرف سے خلافت کے بارے میں ازروئے تحقیق تعلیم دی گئی ہے اور محققین کی طرح میں اس حقیقت کی تہہ تک پہنچ گیا اور میرے ربّ نے مجھ پر یہ ظاہر کیا کہ صدیق اور فاروق اور عثمان (رضوان اللہ عنہم) نیکوکار اور مومن تھے اور ان لوگوں میں سے تھے جنہیں اللہ نے چن لیا اور جو خدائے رحمان کی عنایات سے خاص کئے گئے۔

حضورانور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ اکبر! ان دونوں (ابوبکرؓ وعمرؓ) کے صدق وخلوص کی کیا بلند شان ہے! وہ دونوں ایسے (مبارک) مدفن میں دفن ہوئے کہ اگر موسیٰؑ اور عیسیٰؑ زندہ ہوتے تو بصد رشک وہاں دفن ہونے کی تمنا کرتے لیکن یہ مقام محض تمنا سے تو حاصل نہیں ہوسکتا اور نہ صرف خواہش سے عطا کیا جاسکتا ہے بلکہ یہ تو بارگاہ ربّ العزت کی طرف سے ایک ازلی رحمت ہے اور یہ رحمت صرف انہی لوگوں کی طرف رخ کرتی ہے جن کی طرف عنایت (الٰہی) ازل سے متوجہ ہو۔ (یہی لوگ ہیں) جنہیں انجام کار اللہ کے فضل کی چادریں ڈھانپ لیتی ہیں۔“ پھر فرمایا ”جو جزئی فضیلت خدا تعالیٰ نے انہیں بخشی ہے وہ قیامت تک کوئی اَور شخص نہیں پاسکتا۔ کب دوبارہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں پیدا ہوں اور پھر کسی کو ایسی خدمت کا موقع ملے جو جناب شیخین علیہما السلام“ (حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ) ”کو ملا۔“

حضورانور نے آخر میں فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر یہاں سے ختم ہوتا ہے یعنی کہ خطبات میں۔ انشاء اللہ آئندہ اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو حضرت ابوبکرؓ کا ذکر شروع ہوگا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا تذکرہ

۳؍دسمبر ۲۰۲۱ء بمطابق ۳؍فتح ۱۴۰۰ ہجری شمسی
بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد۔ یوکے

حضورانور نے تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ آج حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر شروع ہو گا۔ حضرت ابوبکرؓ کا نام عبداللہ تھا اور عثمان بن عامر ان کے والد کا نام تھا۔ کنیت ابوبکر تھی اور آپؓ کے لقب ’عتیق‘ اور ’صدیق‘ تھے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ آپؓ کی ولادت عام الفیل کے دو سال چھ ماہ بعد 573ء میں ہوئی۔ آپؓ کا تعلق قریش کے قبیلہ بنوتیم بن مُرّہ سے تھا۔ آپؓ کے والد کی کنیت ابوقُحافہ تھی اور والدہ کا نام سلمیٰ بنت صخر بن عامر تھا اور ان کی کنیت اُمّ الخیر تھی۔ آپؓ کا شجرہ نسب ساتویں پشت میں مُرّہ پر جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔

حضورانور نے فرمایا کہ اسلام قبول کرنے سے پہلے حضرت ابوبکرؓ کے پیشہ اور قریش میں آپؓ کے مقام کے بارے میں تاریخ طبری میں لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ اپنی قوم میں مقبول اور محبوب تھے۔ آپؓ نرم مزاج شخص تھے۔ قریش کے حسب ونسب اور اس کی اچھائی اور برائی کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔ آپؓ تجارت کرنے والے شخص تھے اور اچھے اخلاق اور نیکیوں کے مالک تھے۔ آپؓ کی قوم کے لوگ ایک سے زائد باتوں کی وجہ سے

آپؓ کے پاس آتے اور آپؓ سے محبت رکھتے تھے۔یعنی آپؓ کے علم کی وجہ سے، آپؓ کے تجربات کی وجہ سے اور آپؓ کی اچھی مجلسوں کی وجہ سے۔حضرت ابوبکرؓ اپنی مالی وسعت اور اعلیٰ اخلاق کی وجہ سے قریش میں اعلیٰ مقام کے حامل تھے۔آپؓ رؤسائے قریش میں سے تھے اور ان کے مشوروں کے محور تھے۔آپؓ سب سے زیادہ پاکیزہ اور نیک لوگوں میں سے تھے۔آپؓ رئیس، معزز، سخی تھے اور بکثرت اپنا مال خرچ کیا کرتے تھے۔اپنی قوم میں ہر دلعزیز اور محبوب تھے۔اچھی مجلسوں والے تھے۔آپؓ تعبیر الرؤیا میں لوگوں سے زیادہ علم رکھنے والے تھے یعنی آپؓ کا اس بارے میں بہت علم تھا۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت ابوبکرؓ نے زمانہ جاہلیت میں بھی کبھی شرک نہیں کیا اور نہ کبھی کسی بت کو سجدہ کیا چنانچہ سیرت حلبیہ میں لکھا ہے کہ یقیناً حضرت ابوبکرؓ نے کبھی کسی بت کو سجدہ نہیں کیا تھا۔علامہ ابن جوزی نے حضرت ابوبکرؓ کو ان لوگوں میں شمار کیا ہے جنہوں نے جاہلیت میں ہی بتوں کی عبادت سے انکار کر دیا تھا یعنی وہ کبھی بتوں کے پاس نہیں گئے۔حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے زمانہ جاہلیت میں شراب کو اپنے اوپر حرام کیا ہوا تھا۔آپؓ نے نہ جاہلیت میں اور نہ ہی اسلام میں کبھی شراب پی۔

حضور انور نے فرمایا کہ سُبُل الھدیٰ میں حضرت ابوبکرؓ کے قبول اسلام کے بارے میں ایک روایت یوں بیان ہوئی ہے کہ کعبؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کا سبب آسمان سے نازل ہونے والی ایک وحی تھی۔اس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ شام میں تجارت کی غرض سے گئے ہوئے تھے۔وہاں آپؓ نے ایک رؤیا دیکھی اور اس رؤیا کو بَحِیرَا راہب سے بیان کیا۔اس پر بَحِیرَا راہب نے پوچھا کہ آپؓ کہاں سے ہیں؟ آپؓ نے فرمایا کہ مکّہ سے۔اس نے پوچھا: مکّہ کے کون سے قبیلہ سے؟ آپؓ نے جواب دیا کہ قریش سے۔اس نے پوچھا: آپؓ کیا کرتے ہیں؟ آپؓ نے فرمایا: تاجر ہوں۔اس پر بَحِیرَا راہب نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے آپؓ کی رؤیا کو سچ کر دکھایا تو تمہاری قوم میں سے ایک نبی مبعوث کیا جائے گا۔تم اس نبی کی زندگی میں اس کے وزیر ہو گے اور اس کی وفات کے بعد اس کے خلیفہ ہو گے۔پھر حضرت ابوبکرؓ نے اسے مخفی رکھا یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو گئے تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا۔اَے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپؐ جو دعویٰ کرتے ہیں اس کی دلیل کیا ہے؟ باقی جگہ تو کوئی دلیل نہیں کبھی مانگی لیکن بہرحال اس روایت میں یہ ہے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ خواب جو تم نے شام میں دیکھی تھی وہی دلیل ہے۔اس پر حضرت ابوبکرؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے معانقہ کیا اور آپؐ کی آنکھوں کے درمیان بوسہ لیا اور کہا کہ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ بہرحال اس بارے میں مزید روایتیں بھی سیرت لکھنے والوں نے لکھی ہیں وہ ان شاء اللہ آئندہ بیان ہوں گی۔

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکرؓ سب سے زیادہ بہادر شخص ہیں

۱۰ر دسمبر ۲۰۲۱ء بمطابق ۱۰ر فتح ۱۴۰۰ ہجری شمسی
بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد۔یوکے

حضور انور نے تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے جسے بھی اسلام کی طرف بلایا اس نے ٹھوکر کھائی اور تردّد کیا اور انتظار کرتا رہا سوائے ابوبکرؓ کے۔میں نے جب ان سے اسلام کا ذکر کیا تو نہ وہ اس سے پیچھے ہٹے اور نہ انہوں نے اس کے بارے میں تردّد کیا۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! اللہ نے مجھے تمہاری طرف مبعوث کیا اور تم نے کہا تُو جھوٹا ہے اور ابوبکرؓ نے کہا سچا ہے اور انہوں نے اپنی جان و مال سے میرے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا۔یہ بخاری کی روایت ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے ایک اَور جگہ حضرت ابوبکرؓ کے قبول اسلام کا واقعہ اس طرح بیان کیا ہے اور کیونکہ وضاحت کر رہے ہیں اس لئے کسی اَور حوالے سے اس میں اس طرح بیان ہے کہ ''حضرت ابوبکرؓ کا ایمان لانا عجیب تر تھا۔جس

وقت آپؐ کو وحی ہوئی‘‘ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی ہوئی ’’کہ آپؐ نبوت کا دعویٰ کریں۔ اس وقت حضرت ابوبکرؓ مکہ کے ایک رئیس کے گھر میں بیٹھے تھے۔ اس رئیس کی لونڈی آئی اور اس نے آ کر بیان کیا کہ خدیجہؓ کو معلوم نہیں کہ کیا ہو گیا ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ میرے خاوند اسی طرح نبی ہیں جس طرح حضرت موسیٰ ؑ تھے۔ لوگ اس خبر پر ہنسنے لگے اور اس قسم کی باتیں کرنے والوں کو پاگل قرار دینے لگے مگر حضرت ابوبکرؓ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات سے بہت گہری واقفیت رکھتے تھے اسی وقت اٹھ کر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر آئے اور پوچھا کہ کیا آپؐ نے کوئی دعویٰ کیا ہے؟ آپؐ نے بتایا ہاں! اللہ تعالیٰ نے مجھے دنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث کیا ہے اور شرک کے مٹانے کا حکم دیا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے بغیر اس کے کہ کوئی اور سوال کرتے جواب دیا کہ مجھے اپنے باپ کی اور ماں کی قسم! کہ تُو نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اور مَیں نہیں مان سکتا کہ تُو خدا پر جھوٹ بولے گا۔ پس میں ایمان لاتا ہوں کہ خدا کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور یہ کہ آپؐ خدا تعالیٰ کی طرف سے رسول ہیں۔ اس کے بعد ابوبکرؓ نے ایسے نوجوانوں کو جمع کر کے جو اُن کی نیکی اور تقویٰ کے قائل تھے سمجھانا شروع کیا اور سات آدمی اَور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔ یہ سب نوجوان تھے جن کی عمر 12 سال سے لے کر 25 سال تک تھیں۔‘‘

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حضرت ابوبکرؓ کو صدیق کا خطاب دیا ہے تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ آپؓ میں کیا کیا کمالات تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت اس چیز کی وجہ سے ہے جو اس کے دل کے اندر ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو حقیقت میں حضرت ابوبکرؓ نے جو صدق دکھایا اس کی نظیر ملنی مشکل ہے اور سچ تو یہ ہے کہ ہر زمانہ میں جو شخص صدیق کے کمالات حاصل کرنے کی خواہش کرے اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ ابوبکری خصلت اور فطرت کو اپنے اندر پیدا کرنے کے لئے جہاں تک ممکن ہو مجاہدہ کرے اور پھر حتی المقدور دعا سے کام لے۔ جب تک ابوبکری فطرت کا سایہ اپنے اوپر ڈال نہیں لیتا اور اسی رنگ میں رنگین نہیں ہو جاتا صدیقی کمالات حاصل نہیں ہوسکتے۔‘‘

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت علیؓ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بدر کے دن خیمہ لگایا۔ حضرت ابوبکرؓ اپنی تلوار کو سونتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کھڑے ہو گئے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی مشرک نہیں پہنچے گا مگر پہلے وہ حضرت ابوبکرؓ سے مقابلہ کرے گا۔ پس وہ سب سے بہادر شخص ہیں۔

حضور انور نے حضرت ابوبکرؓ کی جانب سے غلاموں کو آزاد کروانے کے بارے میں روایت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت ابوبکرؓ نے جب اسلام قبول کیا تو ان کے پاس چالیس ہزار درہم تھے۔ آپؓ نے اسے اللہ کی راہ میں خرچ کیا۔ آپؓ نے حضرت بلالؓ، عامر بن فُہَیرہؓ، زِنِّیرہؓ، نَھدِیَّہ اور ان کی بیٹی، بنی مُؤَمَّل کی ایک لونڈی اور ام عُبَیس کو آزاد کروایا۔ پھر فرمایا کہ یہ ذکر ابھی آئندہ بھی انشاء اللہ چلے گا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا تذکرہ

۱۷ ردسمبر ۲۰۲۱ء بمطابق ۱۷ رفتح ۱۴۰۰ ہجری شمسی
بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد۔ یوکے

حضور انور نے تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں ابوبکرؓ جیسا انسان جس کا سارا مکہ ممنون احسان تھا۔ وہ جو کچھ کماتے تھے غلاموں کو آزاد کرانے میں خرچ کر دیتے تھے۔ آپؓ ایک دفعہ مکہ کو چھوڑ کر جا رہے تھے کہ ایک رئیس آپؓ سے راستے میں ملا اور اس نے پوچھا ابوبکرؓ تم کہاں جا رہے ہو؟ آپؓ نے فرمایا اس شہر میں اب میرے لئے امن نہیں ہے۔ کہیں اور جا رہا ہوں۔ اس رئیس نے کہا کہ تمہارے جیسا نیک آدمی اگر شہر سے نکل گیا تو شہر برباد ہو جائے گا۔ میں تمہیں پناہ دیتا ہوں۔ تم شہر چھوڑ کر نہ جاؤ۔ آپؓ اس رئیس کی پناہ میں واپس آ گئے۔ آپؓ جب صبح کو اٹھتے اور قرآن پڑھتے تو عورتیں اور بچے دیوار کے ساتھ کان لگا لگا کر قرآن سنتے کیونکہ آپؓ کی آواز

میں بڑی رقّت، سوز اور درد تھا اور قرآن کریم چونکہ عربی میں تھا ہر عورت مرد بچہ اس کے معنی سمجھتا تھا اور سننے والے اس سے متاثر ہوتے تھے۔ جب یہ بات پھیلی تو مکہ میں شور پڑ گیا کہ اس طرح تو سب لوگ بے دین ہو جائیں گے۔ یہی حال آج کل احمدیوں کے ساتھ بعض ملکوں میں ہو رہا ہے خاص طور پر پاکستان میں کہ اگر قرآن پڑھتے اور نماز پڑھتے دیکھ لیا احمدیوں کو تو بے دین ہو جائیں گے۔ اس لئے احمدی کے نماز اور قرآن پڑھنے پہ بڑی سخت سزائیں ہیں۔ بہرحال لکھتے ہیں کہ آخر لوگ اس رئیس کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ تم نے اس کو پناہ میں کیوں لے رکھا ہے؟ اس رئیس نے آ کر حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ آپؓ اس طرح قرآن نہ پڑھا کریں۔ مکہ کے لوگ اس سے ناراض ہوتے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا پھر اپنی پناہ تم واپس لے لو۔ میں تو اس سے باز نہیں آ سکتا۔ چنانچہ اس رئیس نے اپنی پناہ واپس لے لی۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ ''آپؓ ابھی مکہ میں ہی تھے کہ عرب میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ ایرانیوں نے رومیوں کو شکست دے دی ہے اِس پر مکہ والے بہت خوش ہوئے کہ ایرانیوں کا رومیوں کو شکست دے دینا ایک نیک شگون ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ مکہ والے بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر غالب آ جائیں گے۔ مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے بتایا کہ رومی حکومت کو شام کے علاقہ میں بے شک شکست ہوئی ہے لیکن اِس شکست کو تم قطعی نہ سمجھو۔ مغلوب ہونے کے بعد رومی پھر 9 سال کے اندر غالب آ جائیں گے۔ اِس پیشگوئی کے شائع ہونے پر مکہ والوں نے بڑے بڑے قہقہے لگائے یہاں تک کہ حضرت ابوبکرؓ سے بعض کفار نے سو سو اونٹ کی شرط باندھی کہ اگر اتنی شکست کھانے کے بعد بھی روم ترقی کر جائے تو ہم تمہیں سو اونٹ دیں گے اور اگر ایسا نہ ہوا تو تم ہمیں سو اونٹ دینا۔ بظاہر اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا امکان دور سے دور تر ہوتا چلا جا رہا تھا مگر خدا کا کلام پورا ہونا تھا اور پورا ہوا۔ انتہائی مایوسی کی حالت میں روم کے بادشاہ نے اپنے سپاہیوں سمیت آخری حملہ کے لئے قسطنطنیہ سے خروج کیا اور ایشیائی ساحل پر اتر کر ایرانیوں سے ایک فیصلہ کن جنگ کی طرح ڈالی۔ رومی سپاہی قرآن کریم کی پیشگوئی کے مطابق ایرانیوں پر غالب آئے۔ ایرانی لشکر ایسا بھاگا کہ ایران کی سرحدوں سے ورے اس کا قدم کہیں بھی نہ ٹھہرا اور پھر دوبارہ رومی حکومت کے افریقی اور ایشیائی مفتوحہ ممالک اس کے قبضہ میں آ گئے۔''

حضور انور نے فرمایا کہ آج مَیں افغانستان کے احمدیوں کے لئے دعا کے لئے بھی کہنا چاہتا ہوں۔ بہت تکلیف سے گزر رہے ہیں۔ بعض گرفتاریاں بھی ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے لئے آسانیاں پیدا فرمائے۔ پاکستان کے احمدیوں کے لئے بھی دعا کریں وہاں بھی عمومی طور پر حالات خراب ہی ہوتے ہیں۔ اسی طرح مجموعی طور پر بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ دنیا کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر شر کو ختم کرے اور دنیا اپنے پیدا کرنے والے کی حقیقت کو پہچان لے۔

حضور انور نے آخر میں الحاج عبدالرحمٰن عینن صاحب آف گھانا، اذیاب علی محمد الجُبَالی صاحب آف اردن، مکرم دین محمد شاہد صاحب ریٹائرڈ مربی مقیم کینیڈا، مکرم میاں رفیق احمد صاحب کارکن دفتر جلسہ سالانہ ربوہ اور مکرمہ قانتہ ظفر صاحبہ اہلیہ مکرم احسان اللہ ظفر صاحب سابق امیر جماعت امریکہ کی وفات پر ان کے ذکر خیر کے بعد ان کے نماز جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا تذکرہ

۲۴ردسمبر ۲۰۲۱ء بمطابق ۲۴رفتح ۱۴۰۰ ہجری شمسی
بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد۔ یوکے

حضور انور نے تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرتِ مدینہ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی مصاحبت کا ذکر ہے۔ لکھا ہے کہ کفارِ مکہ کا مکہ میں مقیم مسلمانوں پر ظلم و ستم مسلسل بڑھتا جا رہا تھا کہ اسی دوران آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خواب دکھایا گیا جس میں دو مسلمانوں کو وہ جگہ دکھائی گئی جدھر آپؐ نے ہجرت کرنا تھی۔ اس کا جغرافیہ اور نقشہ دیکھتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اجتہاد فرماتے ہوئے فرمایا کہ ہَجَر یا یَمَامہ ہوگی۔ بہرحال کچھ ہی عرصہ بعد حالات

ایک رخ پر ہونے لگے اور مدینہ کے سعادت مند انصار نے اسلام قبول کرنا شروع کیا تو القائے ربانی سے آپؐ پر منکشف ہوا کہ وہ سرزمین تو یثرب کی سرزمین تھی جو بعد میں مدینہ کے نام سے مشہور ہونے والی تھی۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ کفارِ مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو اللہ جل شانہ نے اپنے اس پاک نبی کو اس بد ارادے کی خبر دے دی اور مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کر جانے کا حکم فرمایا اور پھر بفتح و نصرت واپس آنے کی بشارت دی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ”جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک ناگہانی طور پر اپنے قدیمی شہر کو چھوڑنے لگے اور مخالفین نے مار ڈالنے کی نیت سے چاروں طرف سے اس مبارک گھر کو گھیر لیا تب ایک جانی عزیز جس کا وجود محبت اور ایمان سے خمیر کیا گیا تھا جانبازی کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر باشارہ نبوی اس غرض سے مونہہ چھپا کر لیٹ رہا کہ تا مخالفوں کے جاسوس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکل جانے کی کچھ تفتیش نہ کریں اور اسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ کر قتل کرنے کے لئے ٹھہرے رہیں۔ کوئی شخص کسی دوسرے کے لیے سر نہیں دیتا نہ ہی جان چھڑکتا ہے۔ یہ عشق ہے جو یہ کام انسان سے بصدصدق کرواتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہجرت کے اس سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زیر لب اس آیت کا ورد فرماتے ہوئے چلے جا رہے تھے: وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا (بنی اسرائیل: 81) اور تو کہہ اے میرے ربّ! مجھے اس طرح داخل کر کہ میرا داخل ہونا سچائی کے ساتھ ہو اور مجھے اس طرح نکال کہ میرا نکلنا سچائی کے ساتھ ہو اور اپنی جناب سے میرے لئے طاقتور مددگار عطا کر۔ خانہ کعبہ کے پیچھے سے گزرتے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کی طرف اپنا رخ مبارک فرمایا اور اس بستی سے یوں مخاطب ہوئے کہ بخدا اے مکہ! تو اللہ کی زمین میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے اور تو اللہ کی زمین میں سے اللہ کو بھی سب سے زیادہ محبوب ہے اور اگر تیرے باشندے مجھے زبردستی نہ نکالتے تو مَیں کبھی بھی نہ نکلتا۔

حضور انور نے فرمایا کہ ایک روایت کے مطابق غارِ ثور تک پہنچتے پہنچتے اس پہاڑی سفر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک زخمی بھی ہو گئے۔ قریش مکّہ کی چھان بین سے ناکام فارغ ہوئے تو ماہر کھوجی مکہ کے چاروں طرف روانہ کر دیئے۔ رئیس مکہ اُمَیَّہ بن خَلَف خود ایک ماہر کھوجی کو لے کر اپنے ساتھیوں سمیت ایک طرف نکلا۔ یہ واحد کھوجی تھا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے ایک ایک نشان کو کھوج کر عین غارِ ثور کے دہانے تک جا پہنچا۔ غارِ ثور کے منہ پر یہ لوگ کھڑے باتیں کر رہے تھے اور حضرت ابوبکرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں ان کے پاؤں بھی دیکھ رہا تھا اور خدا کی قسم! اگر ان میں سے کوئی ایک بھی اندر جھانک کر دیکھ لیتا تو ہم پکڑے جاتے لیکن خطرے اور مصیبت کی اس گھڑی میں یہ دو اکیلے نہیں تھے بلکہ تیسرا ان کے ساتھ وہ خدا تھا کہ جس کے قبضہ قدرت میں زمین و آسمان ہیں اور جو قادرِ مطلق تھا۔ اس نے ایک طرف تو ان سراغ رسانوں کے آنے سے قبل ہی وہاں اپنی معجزانہ قدرت سے ایک درخت اُگا دیا، مکڑے کو بھیج کر غار کے منہ پر ایک جالہ بُن دیا اور کبوتروں کے ایک جوڑے کو بھیجا کہ وہاں اپنا گھونسلا بنا کر انڈے بھی دے دیں۔ یہ روایت میں ہے۔

حضرت ابوبکرؓ نے اپنے صدق اور وفا کا وہ نمونہ دکھلایا جو ابدالآباد تک کے لئے نمونہ رہے گا

۳۱ دسمبر ۲۰۲۱ء بمطابق ۳۱ فتح ۱۴۰۰ ہجری شمسی
بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد۔ یوکے

حضور انور نے تشہد، تعوذ، سورۃ فاتحہ اور سورۃ توبہ کی آیت ۴۰ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ گذشتہ خطبہ میں حضرت ابوبکرؓ کے غارِ ثور کے واقعہ کا ذکر چل رہا تھا۔ اس واقعہ کے حوالے سے جو غارِ ثور میں دشمن کے پہنچ جانے کا ہے قرآن کریم میں یہ آیت جو ہے اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اگر تم اس رسول کی مدد

نہ بھی کرو تو اللہ پہلے بھی اس کی مدد کر چکا ہے جب اسے ان لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا وطن سے نکال دیا تھا اس حال میں کہ وہ دو میں سے ایک تھا جب وہ دونوں غار میں تھے اور وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ غم نہ کر یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ پس اللہ نے اس پر اپنی سکینت نازل کی اور اس کی ایسے لشکروں سے مدد کی جن کو تم نے کبھی نہیں دیکھا تھا اور اس نے ان لوگوں کی بات نیچی کر دکھائی جنہوں نے کفر کیا تھا اور بات اللہ ہی کی غالب ہوتی ہے اور اللہ کامل غلبہ والا اور بہت حکمت والا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ کفارِ مکہ غار کے دہانے پر کھڑے باتیں کر رہے تھے کہ حضرت ابوبکرؓ انہیں سن کر گھبرا گئے کہ اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہاں پکڑ لیا گیا تو کیا بنے گا۔ سارا اسلام تو گویا اسی ذاتِ بابرکات سے وجود باجود تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اس گھبراہٹ کو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ حضرت ابوبکرؓ کو گھبراہٹ پیدا ہو رہی ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔ غم نہ کرو ابوبکرؓ! یقیناً ہمارا خدا ہمارے ساتھ ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیچھا کرتے ہوئے جب وہ لوگ غارِ ثور کے پہاڑ کے پاس پہنچے تو سراغ رساں نے کہا: مجھے پتہ نہیں چل رہا کہ اس کے بعد ان دونوں نے کہاں اپنے قدم رکھے ہیں اور جب وہ غار کے قریب ہوگئے تو سراغ رساں نے کہا کہ اللہ کی قسم! جس کی تلاش میں تم لوگ آئے ہو وہ یہاں سے آگے نہیں گیا۔ غار کے دہانے پر اس سراغ رساں نے جب یہ ساری بات کی اور کسی نے چاہا بھی کہ غار کے اندر جھانک کر دیکھا جائے تو اُمیّہ بن خلف نے تلخ اور بے پروائی کے سے انداز میں کہا کہ یہ جالا (اور درخت) تو مَیں محمد کی پیدائش سے پہلے یہاں دیکھ رہا ہوں (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ تم لوگوں کا دماغ چل گیا ہے۔ وہ یہاں کہاں ہوسکتا ہے اور یہاں سے چلو کسی اَور جگہ اس کی تلاش کریں اور یہ کہتے ہوئے سب لوگ وہاں سے واپس چلے آئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ”حضرت ابوبکر صدیقؓ کا صدق اس مصیبت کے وقت ظاہر ہوا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا محاصرہ کیا گیا۔ گو بعض کفار کی رائے اخراج کی بھی تھی مگر اصل مقصد اور کثرت رائے آپؐ کے قتل پر تھی۔ ایسی حالت میں حضرت ابوبکرؓ نے اپنے صدق اور وفا کا وہ نمونہ دکھلایا جو ابدالآباد تک کے لئے نمونہ رہے گا۔

حضور انور نے فرمایا کہ کل ان شاء اللہ نیا سال بھی شروع ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ آنے والے سال کو افراد جماعت کے لئے، جماعت کے لئے من حیث الجماعت ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ ہر قسم کے شر سے جماعت کو محفوظ رکھے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جو اللہ تعالیٰ نے وعدے کئے ہیں ان وعدوں کو ہم بھی اپنی زندگیوں میں کثرت سے پورا ہوتا ہوا دیکھیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ یہ نظارے بھی دکھائے۔ پس بہت دعائیں کرتے رہیں۔ نئے سال میں دعاؤں کے ساتھ داخل ہوں۔ تہجد کا بھی خاص اہتمام کریں۔ بعض مساجد میں ہو بھی رہا ہے۔ باقی جہاں نہیں ہے وہاں بھی کرنا چاہیے۔ اگر اجتماعی طور پر نہیں تو انفرادی طور پر بھی اور گھروں میں بھی تہجد کی نماز ضرور خاص طور پر ادا کرنی چاہیے۔ دعا کرنی چاہیے۔ اول تو یہ مستقل عادت ہونی چاہیے لیکن کل سے جب پڑھیں یا آج رات سے تو اس کی بھی کوشش کریں کہ زندگیوں کا مستقل حصہ بن جائے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق بھی دے۔

حضور انور نے بعض دعاؤں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ دعائیں درود شریف اور استغفار کے علاوہ کثرت سے پڑھا کریں۔

وقف جدید کے ۶۵ ویں سال کا اعلان
اور گزشتہ ۶۴ ویں سال کے کوائف کا تذکرہ

۷ جنوری ۲۰۲۲ء بمطابق ۷ صلح ۱۴۰۰ ہجری شمسی
بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد۔ یوکے

حضور انور نے تشہد، تعوذ، سورۃ فاتحہ اور سورۃ البقرۃ کی آیت ۲۶۰ کی تلاوت و ترجمہ کے بعد فرمایا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ مومنوں کی اللہ تعالیٰ کی راہ میں، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی خواہش میں خرچ کرنے کی حالت کا نقشہ کھینچ رہا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس لئے خرچ کرتے ہیں کہ ایک تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی راہ میں خرچ کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے والے بنیں۔ دوسرے اپنی قوم اور اپنے

مشن کو مضبوط کریں۔ اس زمانے میں اسلام کی تعلیم اور تبلیغ کو پھیلانے کا کام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سپرد ہوا ہے اور آپؑ کے ماننے والوں کا بھی یہ فرض ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو پورا کرنے کے لئے جان، مال اور وقت قربان کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے مومن یقیناً دین کی خاطر مالی قربانیاں کرتے ہیں اور ان قربانیوں کا مقصد کسی پر احسان نہیں ہوتا بلکہ خواہش ہوتی ہے تو یہ کہ ہمارا خدا کسی طرح ہم سے راضی ہو جائے۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں ''ہم دیکھتے ہیں کہ اس جماعت نے اخلاص اور محبت میں بڑی نمایاں ترقی کی ہے۔ بعض اوقات جماعت کا اخلاص، محبت اور جوشِ ایمان دیکھ کر خود ہمیں تعجب اور حیرت ہوتی ہے اور یہاں تک کہ دشمن بھی تعجب میں ہیں۔'' پس وفا اور اخلاص میں ترقی اور جوش ایمان کا غیر معمولی معیار ایسا ہے جس کے عملی اظہار آج بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کے افراد میں ہمیں نظر آتے ہیں بلکہ اخلاص و وفا میں ترقی نو مبائعین میں بھی اس حد تک ہے، ابھی ان کی تربیت کو تھوڑا عرصہ ہی ہوا ہے کہ حیرت ہوتی ہے کہ اس تھوڑے عرصے میں انہوں نے اس قدر ترقی کر لی ہے۔

حضور انور نے دنیا بھر سے احباب جماعت کی مالی قربانی کے ایمان افروز واقعات کا تذکرہ کرنے کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے بہت سے واقعات ہیں اللہ تعالیٰ سچے وعدوں والا ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے گئے اپنے وعدوں کو پورا فرما رہا ہے اور غیب سے مدد بھی فرماتا ہے اور فرمائے گا ان شاء اللہ۔ ہمیں تو وہ موقع دیتا ہے کہ اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے اس کی راہ میں خرچ کریں تا کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والے بن سکیں۔

حضور انور نے وقف جدید کے نئے سال کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے گذشتہ سال چونسٹھواں سال تھا اور اس میں جماعت کی وقفِ جدید کی جو قربانی ہے وہ ایک کروڑ بارہ لاکھ ستتر ہزار پاؤنڈ یا تقریباً 11.2 ملین ہے اور گذشتہ سال سے یہ قربانی سات لاکھ بیالیس ہزار پاؤنڈ زیادہ ہے۔ دنیا کے اقتصادی حالات کو اگر دیکھیں تو اللہ کا بڑا فضل ہے۔

حضور انور نے جماعتوں کی پوزیشنز کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس سال بھی برطانیہ کی جماعت مجموعی وصولی کے لحاظ سے اوّل پوزیشن میں ہے۔ پاکستان کی کرنسی کیونکہ گر گئی ہے اس لئے ان کی پوزیشن تو بہت نیچے چلی جاتی ہے اس کے باوجود وہ اپنی طاقت کے مطابق بہت قربانی کر رہے ہیں۔ بہرحال پوزیشن کے لحاظ سے برطانیہ کا نمبر ایک ہے۔ پھر جرمنی، کینیڈا، امریکہ، بھارت، آسٹریلیا، انڈونیشیا، مڈل ایسٹ کی ایک جماعت، گھانا اور بیلجیم ہے۔

وصولی کے لحاظ سے برطانیہ کی دس بڑی جماعتیں ہیں۔ اسلام آباد، فارنہم، ووسٹر پارک، چیم ساؤتھ، آلڈرشاٹ، برمنگھم ساؤتھ، والسال، جلنگھم، گلفرڈ، یول۔ پہلے پانچ ریجن ہیں۔ بیت الفتوح، اسلام آباد، مسجد فضل، بیت الاحسان، مڈلینڈز۔ دفتر اطفال کے لحاظ سے دس جماعتیں ہیں: اسلام آباد، آلڈرشاٹ، فارنہم، روہیمپٹن، گلفرڈ، یول، مچم پارک، بیت الفتوح، والسال اور برمنگھم ویسٹ۔

حضور انور نے دنیا کے دیگر ممالک کی جماعتوں کی پوزیشنز کا بھی ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمام قربانی کرنے والوں کے اموال و نفوس میں بے انتہا برکت عطا فرمائے۔ (آمین)

فون کال برائے دعاء

اسلام آباد UK میں ھر وقت اس نمبر پر فون کال کر کے دعا یئہ درخواست کی جا سکتی ھے۔ 0044 - 20 3988 3800

0044-20 88775500 یہ فون لائن 24 گھنٹے کھلی ھوتی ھے۔ اسی لئے دنیا سے ھر ملک کے لوگ جب بھی چاہیں فون کر کے اپنے اپنے پیغامات لکھوا سکتے ھیں۔

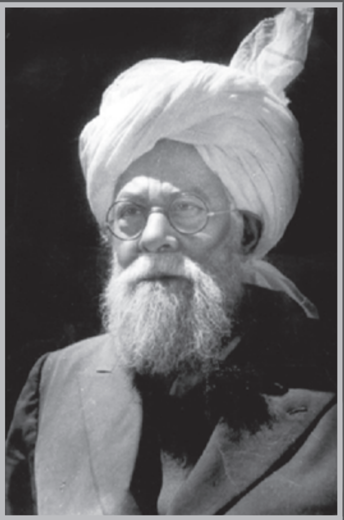

”حضرت مصلح موعودؓ علم کا خزانہ“

مربی زوّار بٹ

20 فروری 1886ء کا دن جماعت احمدیہ کی تاریخ میں نہایت اہم دن ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دنیا کو خدا کا زندہ نشان دکھانے کے لئے خدا تعالیٰ کے حضور جو دعائیں کی تھیں ان کی قبولیت کا دن ہے۔اسی دن آپ نے خدا تعالیٰ سے خوشخبری پا کر دنیا میں یہ اعلان فرمایا کہ خدا تعالیٰ مجھے ایک ایسا لڑکا عطا فرمائے گا جو بہت سی خصوصیات کا حامل ہوگا۔یعنی حضرت مصلح موعودؓ جو خدا تعالیٰ کی خوشخبریوں اور گزشتہ انبیاء و اولیاء کی پیشگوئیوں کے مطابق یہ موعود لڑکا 12 جنوری 1889ء کو پیدا ہوا۔اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسی روز شرائط بیعت کا اعلان فرما کر جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھ دی۔اس سے ایک اہم تعلق پیدا ہو جاتا ہے گویا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد کی پیدائش اور جماعت احمدیہ کا قیام توام ہیں۔

پیشگوئی مصلح موعود کا ہر فقرہ اپنی جگہ ایک مکمل پیشگوئی ہے۔اور پیشگوئی ”علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔“ کی وجہ سے آپ علم کا خزانہ تھے۔

حضرت مصلح موعود کی تعلیم میں کمزوری اور پیشگوئی کا پورا ہونا ایک عظیم نشان ہے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں۔

”دنیوی لحاظ سے میں پرائمری فیل ہوں مگر چونکہ گھر کا مدرسہ تھا اس لئے اوپر کی کلاسوں میں مجھے ترقی دے دے جاتی تھی۔

(تفسیر سورہ کوثر تفسیر کبیر جلد 10 صفحہ 357)

آپ کی باقاعدہ تعلیم تو معمولی سی تھی لیکن پیشگوئی مصلح موعود کے حوالہ سے فرماتے ہیں۔

”وہ ظاہری اور باطنی علوم سے پُر کیا جائے گا اور خدا تعالیٰ اُسے آسمان سے اپنے علوم سکھائے گا اور فرشتے وہ علوم اُسے پڑھائیں گے جو دین کے لئے ضروری ہیں۔میری حالت یہ تھی کہ میں انگریزی کی دو سطریں بھی صحیح نہیں لکھ سکتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے خود میری ایسی تربیت کی کہ ہر علم میں مجھے ملکہ عطا کیا اور ہر قسم کے علوم سکھائے۔“

(تقریر لدھیانہ 23 مارچ 1944ء انوار العلوم جلد 17 صفحہ 267)

حضور کے بچپن کی تعلیمی کمزوری اور صحت کی خرابی عیاں ہے مگر جلد جلد بڑھنے والا موعود نوجوان علم کے میدان میں بھی خدا تعالیٰ کے فضل اور اس کی تربیت کے نتیجہ میں ایسا چمکا کہ دنیا کی آنکھیں خیرہ کر دیں۔پس یہ ایک حقیقت ہے کہ آپ علم کا خزانہ تھے۔جس کا فیض آج بھی جاری ہے۔آپ نہ صرف دنیا کے ہر علم سے گہری واقفیت رکھتے تھے بلکہ ہر علم پر محاکمہ بھی فرماتے اور جملہ علوم کے نقائص پر اطلاع رکھتے تھے اور ان پر تنقید بھی کرتے تھے۔غرض اللہ تعالیٰ نے حضور کو دینی اور دنیوی علم کا خزانہ عطا فرمایا تھا۔آپ کے پاس ہر قسم کے ماہرین علم ملاقات کے لئے آتے تھے۔آپ ان کو پوری طرح مطمئن فرمایا کرتے تھے۔

جماعت کی اکثریت بفضل تعالیٰ تعلیم یافتہ تھی۔اور ہے

حضور طالب علموں کی راہنمائی فرماتے ہوئے ان کی علمی مشکلات حل فرماتے۔کہیں سائنس اور مذہب کے ٹکراؤ کو دور کرتے اور کہیں انسان کے ارتقاء اور چاند پر پہنچنے کی توجیہہ فرماتے، کہیں تاریخی مسائل کو بیان فرماتے اور کہیں عمرانیات جیسے مشکل موضوع کی عقدہ کشائی فرماتے۔کبھی تصوف کے مسائل پر بصیرت افروز روشنی ڈالتے تو کبھی اخلاقیات کے نظریے کو الم نشرح کرتے۔کہیں اسلام کا دیگر مذاہب اور نظریات سے موازنہ کرتے تو کہیں اسلام کے اندر بدرسومات کے خلاف جہاد کا اعلان فرماتے۔

اس طرح کے مختلف النوع کے گتھیوں کو سلجھانے کے لئے ایک وسیع مطالعہ کی ضرورت ہے اور آپ کے زیر مطالعہ کتب کا اندازہ کرنا بہت مشکل ہے کیونکہ حضور نے مختلف علم کی بے شمار کتب کا مطالعہ کیا ہے۔

کتب علم تفسیر، کتب علم حدیث، علم فقہ، کتب تصوف، کتب طب یونانی، کتب ہومیو پیتھک، کتب علم جغرافیہ، کتب سوشل سائنس یعنی اقتصادیات سیاست قانون، کتب ایلو پیتھک، کتب عربی، کتب اردو ادب، کتب تاریخ وسوانح، کتب حوالہ جات انسائیکلو پیڈیا لغات وغیرہ، کتب انگریزی لٹریچر غرض کوئی علم کا حصہ اس خزانہ سے باہر نہیں رہا۔ بلکہ حضور نے اپنے ہاتھ سے ان کتب پر نوٹ لکھے۔

1906ء کے جلسہ سالانہ پر آپ نے شرک کی تردید کے موضوع پر تقریر فرمائی جو بعد میں ”چشمہ توحید“ کے نام سے شائع بھی ہوئی۔اس تقریر میں آپ نے ایسے مدلل طور پر شرک کی تردید کی کہ اپنے اور پرائے بھی دنگ رہ گئے۔اسی سال آپ نے نوجوانوں کی ایک انجمن بنائی جس کا تشحیذ الاذہان نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تجویز فرمایا۔اس انجمن کے ذریعہ نوجوانوں کی علمی اور تربیتی ترقی مقصود تھی۔اسی سال آپ نے تشحیذ الاذہان کے نام سے ایک رسالہ جاری رکیا۔

مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں۔

”ایک اٹھارہ برس کے نوجوان میں اس جوش اور ان امنگوں کا بھر جانا معمولی امر نہیں۔ کیونکہ یہ زمانہ سب سے بڑھ کر کھیل کود کا زمانہ ہے۔ اب وہ سیاہ دل لوگ جو حضرت مرزا صاحب کو مفتری کہتے ہیں اس بات کو جواب دیں کہ اگر یہ افتراء ہے تو سچا جوش اس بچہ کے دل میں کہاں سے آیا۔“

(ریویو آف ریلیجنز اردو مارچ 1906ء صفحہ 117-188)

جب اہل لاہور نے جماعت احمدیہ کے خلاف سازشیں شروع کیں اور اپنے گھناؤنے مقاصد کی اشاعت کے لئے ”پیغام صلح“ اپنا اخبار لاہور سے جاری کیا تو آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی اجازت سے اخبار ”الفضل“ جاری فرمایا۔جس نے اہل پیغام کی تمام سازشیں بے نقاب کر دیں اور جماعت احمدیہ کی راہنمائی کا پورا پورا حق ادا کیا۔ آپ کے قلم سے ایسے ایسے مضامین نکلے کہ بڑے بڑے لوگ آپ کی قابلیت اور فراست کا اعتراف کرنے لگے اور ایسا کیوں نہ ہوتا آپ کے بارہ میں خدائی بشارت تھی۔

- آپ نے 1944ء میں اذن الٰہی سے جب مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو اپنی تقریر میں فرمایا۔”اسی کی طرف میری رؤیا میں اشارہ کیا گیا تھا۔ چنانچہ خواب میں میں بڑے زور سے کہہ رہا ہوں کہ میں وہ ہوں جسے علم قرآن اور علم عربی اور اس زبان کا فلسفہ ماں کی گود میں اس کی دونوں چھاتیوں سے دودھ کے ساتھ پلائے گئے تھے۔“(الفضل 16 فروری 1944ء)

- پس جس شخص کا معلم خدا خود ہو اس کے علم کا اندازہ محال ہے حضرت مصلح موعود نے دنیا کے سب بڑے بڑے علوم پر اپنی کتب، خطبات اور تقاریر میں بحث کی ہے اور ایسے نکات بیان فرمائے ہیں کہ پڑھنے والا دنگ رہ جاتا ہے۔ان علوم کے ماہرین عش عش کر اٹھتے ہیں۔ دنیا کا کوئی علم ہو۔سیاسیات ہو یا قانون، اخلاقیات ہو یا الٰہیات، نفسیات ہو یا علم طب، ایلو پیتھک طریق علاج ہو یا ہومیو پیتھک، فزکس ہو یا کیمسٹری، اقتصادیات ہو یا معاشیات، عمرانیات ہو یا شہریت، علم ارتقاء ہو یا فلکیات، علم حساب ہو یا علم ہیئت، علم تاریخ ہو یا علم جغرافیہ، علم تفسیر ہو یا علم حدیث، علم فقہ ہو یا تصوف، موازنہ مذاہب ہو یا دنیاوی علوم غرضیکہ کوئی ایسا علم نہیں جس کے متعلق آپ نے سیر حاصل بحث نہ کی ہو۔آپ کے پیدا کردہ لٹریچر میں اتنی وسعت اور تنوع ہے کہ شاید ہی دنیا کے کسی مصنف کے لٹریچر میں پایا جاتا ہو۔

● قرآنی علوم کی اشاعت کے لئے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دورِ آخر میں خدا تعالیٰ نے مبعوث فرمایا۔اسی خدا تعالیٰ کے زندہ نشان کے طور پر حضرت مصلح موعود کی پیدائش ہوئی تھی۔ وہ پسر موعود جب اس دنیا میں آیا اور بچپن سے ہی اس کے دل میں قرآنی علوم کے حصول کی خواہش موجزن تھی۔

● اپنی ایک رؤیا کا ذکر کر کے کہ اللہ کی طرف سے مقرر کردہ فرشتہ نے مجھے سکھایا فرماتے ہیں۔

فہم قرآن کا ایک ملکہ میرے اندر رکھ دیا گیا ہے۔ چنانچہ یہ ملکہ میرے اندر اس قدر ہے کہ میں یہ دعویٰ کرتا ہوں اور میں جس مجلس میں چاہو میں یہ دعویٰ کرنے کے لئے تیار ہوں کہ سورہ فاتحہ سے ہی تمام اسلامی علوم بیان کر سکتا ہوں۔"

(میں ہی مصلح موعود ہوں۔انوار العلوم جلد 17 صفحہ 325)

ایک موقع پر آپ نے فرمایا۔میں ساری دنیا کو چیلنج کرتا ہوں کہ اگر اِس دنیا کے پردہ پر کوئی شخص ایسا ہے جو یہ دعویٰ کرتا ہو کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اُسے قرآن سکھایا گیا ہے تو میں ہر وقت اُس سے مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔لیکن میں جانتا ہوں آج دنیا کے پردہ پر سوائے میرے اور کوئی شخص نہیں جسے خدا کی طرف سے قرآن کریم کا علم عطا فرمایا گیا ہو۔خدا نے مجھے علمِ قرآن بخشا ہے اور اِس زمانہ میں اُس نے قرآن سکھانے کے لئے مجھے دنیا کا اُستاد مقرر کیا ہے۔(میں ہی مصلح موعود ہوں۔انوار العلوم جلد 17 صفحہ 647)

آپ نے خلافت پر متمکن ہوتے ہی 17 مارچ 1914ء سے درس القرآن کا آغاز فرمایا جو بعد میں حقائق القرآن کے نام سے شائع ہوا۔

● حضرت مصلح موعود نے اسلام کے بنیادی عقائد نہایت مدلل اور احسن پیرائے میں بیان فرمائے۔آپ کا طرز بیان ایسا سادہ اور واضح اور بلیغ ہوتا کہ مشکل مسائل بھی ایسی عام فہم زبان میں بیان فرماتے کہ عام آدمی بھی ان مسائل کو باآسانی سمجھ سکتا۔علم الکلام پر آپ نے 43 مضامین اور کتب بھی لکھیں۔

● حضور نے علم تاریخ اور سیرت پر جو 14 کتب تصنیف فرمائی ہیں وہ اپنی اہمیت اور افادیت کے لحاظ سے بہت بلند مقام رکھتی ہیں۔

دیباچہ تفسیر القرآن موازنہ مذاہب اور سیرت حضرت رسول کریم ﷺ پر مشتمل ہے۔ اس عظیم الشان تصنیف پر کئی متعصب مستشرقین بھی آپ کو دادِ تحسین دیئے بغیر نہ رہ سکے۔ چنانچہ مشہور مستشرق اے جے آربیری نے لکھا۔"اس کتاب کو علم وفضل کا شاہکار قرار دینا مبالغہ نہ ہوگا۔"

اسلام میں اختلافات کا آغاز ایک مقالہ ہے جو حضرت مصلح موعود نے ہسٹارئیکل سوسائٹی اسلامیہ کالج لاہور کی درخواست پر 1919ء میں ارشاد فرمایا۔اس مقالہ میں حضور نے تاریخ کے ایک انتہائی المناک اور دردناک دور کے حالات کا محققانہ تجزیہ کیا جو بالآخر حضرت عثمانؓ کی شہادت پر منتج ہوا۔اس جلسے کی صدارت پروفیسر عبدالقادر صاحب ایم اے نے کی تھی۔ تقریر کے بعد انہوں نے اپنے صدارتی ریمارکس میں فرمایا۔

" حضرات! میں نے بھی تاریخی اوراق کی ورق گردانی کی ہے اور آج شام کو جب میں ہال میں آیا تو مجھے خیال تھا کہ اسلامی تاریخ کا بہت سا حصہ مجھے بھی معلوم ہے اور اس پر میں اچھی طرح رائے زنی کر سکتا ہوں لیکن اب جناب مرزا صاحب کی تقریر کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ میں ابھی طفل مکتب ہوں۔

سامعین کرام! بیسویں صدی میں امیر اور غریب کے درمیان طبقاتی کشمکش کا بڑا اسبب اقتصادی ناہمواری تھا۔حضور نے اس موضوع پر جماعت احمدیہ کی بالخصوص اور دنیا کی بالعموم جس شاندار طریقے سے راہنمائی فرمائی وہ قابل قدر ہے۔جیسا کہ زمینداروں کی اقتصادی مشکلات، اسلام اور ملکیت زمین، نظام نو، اسلام کا اقتصادی نظام کتب گراں قدر خزانہ ہیں۔

● اللہ تعالیٰ نے حساب میں بھی آپ کو اس قدر ملکہ عطا فرمایا تھا کہ تقریروں کے دوران یا کسی سے بات کرتے ہوئے فوراً کروڑوں اور اربوں کا حساب بتا دیتے تھے۔ جو اس قدر درست ہوتا تھا کہ بڑے بڑے حساب دان اور ماہر شماریات بھی دنگ رہ جاتے۔

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے علم کی دو بڑی قسمیں بیان فرمائی ہیں علم الادیان اور علم الابدان، اللہ تعالیٰ نے جہاں حضرت مصلح موعود کو علوم روحانی طور پر دسترس عطا فرمائی

تھی۔آپ کو علم طب پر بھی دسترس حاصل تھی۔اس سلسلہ میں آپ ریسرچ بھی کرواتے رہتے تھے۔ آپ نے اپنی نگرانی میں قادیان اور ربوہ میں آسان اور سستے علاج کے لئے دواخانہ قائم فرمایا اور اپنی نگرانی میں بڑے عمدہ نسخے تیار کروائے۔اس کے علاوہ پرفیومری یعنی عطر سازی میں بھی آپ کو دسترس حاصل تھی۔ ربوہ میں اپنی نگرانی میں "ایسٹرن پرفیومری کمپنی" قائم فرمائی۔
حضرت مصلح موعود کے سامنے کوئی بھی علمی و عملی معرکہ ہو تو فرماتے ہیں کہ میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں۔نیز فرمایا کہ۔
ہوں تو دیوانہ مگر بہتوں سے عاقل تر ہوں میں

طب کی ترویج کے سلسلہ میں حضور نے زینت محل لال کنواں دہلی میں ویدک یونانی دواخانہ قائم فرمایا۔دواخانہ جاری کرنے سے پہلے حضور نے چند واقفین کو طب یونانی کی تعلیم دلائی اور خود بھی ویدک اور یونانی ادویہ سے متعلق قیمتی مشورے دیئے۔

● حضرت مصلح موعود کو اللہ تعالیٰ نے علم تصوف سے بھی وافر حصہ عطا فرمایا تھا۔حضور نے تصوف کے مسائل دنیا کے سامنے ایک نئے اچھوتے انداز میں پیش فرمائے اور صوفیاء کے مقام کو علماء ظاہر سے منفرد ثابت فرمایا۔
حضور نے علم تصوف پر 6 عدد کتب میں تصوف کے مسائل نہایت سادہ اور دلچسپ پیرایہ میں بیان فرمائے ہیں۔
اللہ تعالیٰ نے حضور کو تقریباً 52 سالہ قیادت میں افراد جماعت کی تعلیم و تربیت اور موجودہ مغربی تہذیب کی یلغار اور اس سے بچانے اور عورتوں کے مسائل و حقوق اور ان کی نگہداشت کے لئے تربیتی موضوعات پر 20 کتب تحریر فرمائیں۔

● زندہ جماعتوں کی سب سے بڑی نشانی یہ ہوتی ہے کہ ان میں حرکت قائم رہتی ہے۔حضرت مصلح موعود نے اپنی تقاریر اور کتب کے ذریعہ اسلام احمدیت کی صداقت کو واضح اور مدلل رنگ میں دنیا کے سامنے پیش کیا۔
جماعت احمدیہ بنیادی طور پر ایک مذہبی جماعت ہے۔ سیاسیات سے اس کا تعلق نہیں مگر جب کبھی مسلمانوں کے حقوق کا مسئلہ تھا تو جماعت احمدیہ نے حضرت مصلح موعود کی قیادت میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔حضرت مصلح موعود نے تحریک خلافت تحریک موالات ، تحریک عدم تعاون ، نہرو رپورٹ ، آل انڈیا مسلم کانفرنس ، گول میز کانفرنس اور قرارداد پاکستان منظوری سے لے کر قیام تک ہر مرحلہ پر تحریک پاکستان کی ہر ممکن علمی و عملی مدد فرمائی۔ سیاسیات پر 40 کتب و لیکچرز آپ کی سیاسی فہم و فراست کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

● سیٹھ عبداللہ ہارون ایم اے ایل ایل بی لکھتے ہیں۔
میری رائے میں سیاسیات کے باب میں جس قدر کتابیں ہندوستان میں لکھی گئی ہیں ان میں کتاب "ہندوستان کے سیاسی مسئلہ کا حل" بہترین تصانیف میں سے ہے۔"

● اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعود کو عسکری امور میں بھی مہارت عطا فرمائی تھی آپ اس سلسلہ میں فرماتے ہیں۔" یاد رکھو بہترین جرنیل دنیا میں وہی سمجھا جاتا ہے جو اپنی فوج کو عقل کے ساتھ پھیلا سکے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے علم دیا اور ہر قسم کا علم دیا ہے۔میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اگر چاہوں تو فوجی نظام پر ایک کتاب لکھ سکتا ہوں۔
قیام پاکستان کے بعد آپ نے پاکستان کے استحکام کے سلسلہ میں لاہور میں چھ نہایت بصیرت افروز اور معلومات افروز لیکچر دیئے۔جس میں دو لیکچر فوجی امور پر بھی تھے۔یکم دسمبر 47ء کو پاکستان کا مستقبل دفاع اور 10 جنوری 48ء بحری طاقت اور سیاست کے لحاظ سے پاکستان کا دفاع کے عنوان سے دیا۔ان لیکچرز کو پاکستان کے ارباب حل وعقد اور دانشوروں نے سراہا۔

● الغرض وہ کونسا علم ہے جس کا فیض اس علم کے خزانے سے جاری نہیں ہوا۔تمام اہل علم کو چیلنج دیتے ہوئے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں۔
آج میں دعوے کے ساتھ یہ اعلان کرتا ہوں بلکہ آج سے نہیں بیس پچیس سال سے میں یہ اعلان کر رہا ہوں کہ دنیا کا کوئی فلاسفر، دنیا کا کوئی پروفیسر، دنیا کا کوئی ایم۔اے، خواہ وہ ولایت کا پاس شدہ ہی کیوں نہ ہو اور خواہ وہ کسی علم کا جاننے والا ہو، خواہ وہ فلسفہ کا ماہر ہو، خواہ وہ منطق کا ماہر ہو، خواہ وہ علم النفس کا ماہر ہو، خواہ وہ سائنس کا ماہر ہو، خواہ وہ دنیا کے کسی علم کا ماہر ہو میرے سامنے اگر قرآن اور اسلام پر کوئی اعتراض کرے تو نہ صرف مَیں اُس کے اعتراض

کا جواب دے سکتا ہوں بلکہ خدا کے فضل سے اُس کا ناطقہ بند کر سکتا ہوں۔ دنیا کا کوئی علم نہیں جس کے متعلق خدا نے مجھ کو معلومات نہ بخشی ہوں اور اِس قدر صحیح علم جو اپنی زندگی درست رکھنے یا قوم کی راہنمائی کے لئے ضروری ہو مجھ کو نہ دیا گیا ہو۔

(میں ہی مصلح موعود ہوں۔ انوار العلوم جلد 17 صفحہ 155)

خاکسار نے صرف چند علوم کا ذکر بطور نمونہ کیا ہے ورنہ دنیا کا کوئی علم بھی ایسا نہیں جس پر حضور نے بحث نہ کی ہو۔

جنگ عظیم دوم کے دوران برطانیہ اور فرانس کا انجام اور جرمنوں کا مقابل ہوا۔ اس وقت امریکہ کی طرف سے انگلستان کو 28 سو جہاز دیئے جانے کی خبر کے سلسلہ میں حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں۔

"ستمبر 1940ء میں رؤیا میں دیکھا کہ میں انگلستان میں ہوں اور مجھے کہا گیا ہے کہ کیا آپ ہمارے ملک کو دشمن کے حملہ سے بچا سکتے ہیں۔ میں اُن سے کہتا ہوں کہ مجھے جنگی سامانوں اور اپنے کارخانوں کا معائنہ کرنے دو۔ اس کے بعد میں اپنی رائے کا اظہار کرسکوں گا۔ چنانچہ میں نے انگریزوں کے جنگی سامان کا معائنہ کیا اور میں نے کہا اور تو سب کچھ ٹھیک ہے صرف ہوائی جہاز کم ہیں۔ اگر ہوائی جہاز مل جائیں تو انگلستان کو فتح حاصل ہو سکتی ہے۔ جب میں نے یہ کہا تو یکدم رؤیا کی حالت میں مَیں نے دیکھا کہ امریکہ سے تار آیا ہے جس میں لکھا ہے:

The British Representative from America wishes that the American Government has delivered 2800 aeroplanes to the British Government.

یعنی امریکن گورنمنٹ نے 28 سَو ہوائی جہاز بھجوا دیئے ہیں۔ جب یہ تار آتا ہے تو میں نے کہا اب میں انگلستان کی حفاظت کا کام آسانی سے سرانجام دے سکوں گا۔ دوسرے تیسرے دن چوہدری ظفر اللہ خاں قادیان آئے اور میں نے ان سے رؤیا کا ذکر کیا تو انہوں نے کئی انگریز حکام کو اس رؤیا کی خبر دے دی اور ان کو بھی چوہدری ظفر اللہ خاں نے فون پر بتایا اس وقت تار میرے سامنے پڑھی ہے اور اس کے یہی الفاظ ہیں یہ اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ آپ کے علوم کے خزائن آسمانی اور مدد بھی آسمانی تھی۔

آج اکناف عالم میں خلافت احمدیہ کی برکت سے علم و عرفان کا فیضان جاری ہے اور تا قیامت جاری رہے گا۔ حضرت مصلح موعودؓ کے علم وعرفان، تفکر و تدبیر، فہم فراست، ذہانت و فطانت اور عالمانہ قیادت و رہنمائی آپ کی عظمت کا اعتراف موافق ومخالف، اپنوں اور بیگانوں سبھی نے کہا۔

اک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ
ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

قرآن کریم کو بار بار پڑھو
Read the Holy Qur'an Regularly

"تم قرآن کریم کو بار بار پڑھو اور اسے سمجھنے اور پھیلانے کی کوشش کرو یہاں تک کہ جب تم بولو تو تمہاری زبانوں سے قرآن کریم جاری ہو۔ اور جب تم لکھو تو تمہاری قلموں سے قرآن کریم جاری ہو۔ اور تمہارے خیالات اور تمہارے جذبات اور تمہاری خواہشات، سب کی سب قرآن کریم کی تابع ہوں۔ جب تک تمہاری زبانوں سے قرآن کریم نہیں بولے گا اور جب تک تمہاری قلموں سے قرآن کریم نہیں نکلے گا اس وقت تک دنیا تمہارے ذریعے سے ہدایت نہیں پاسکتی"۔ (تفسیر کبیر، جلد ششم، صفحہ 430)

اطاعت کی اہمیت و برکات

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے اپنے ہاتھ کھینچا وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ نہ اس کے پاس کوئی دلیل ہوگی نہ عذر اور جو اس حال میں مرا کہ اس نے امام وقت کی بیعت نہیں کی تھی تو وہ جاہلیت اور گمراہی کی موت مرے گا۔"

(صحیح مسلم کتاب الامارہ باب وجوب ملازمۃ جماعۃ المسلمین حدیث نمبر: ۳۴۴۱)

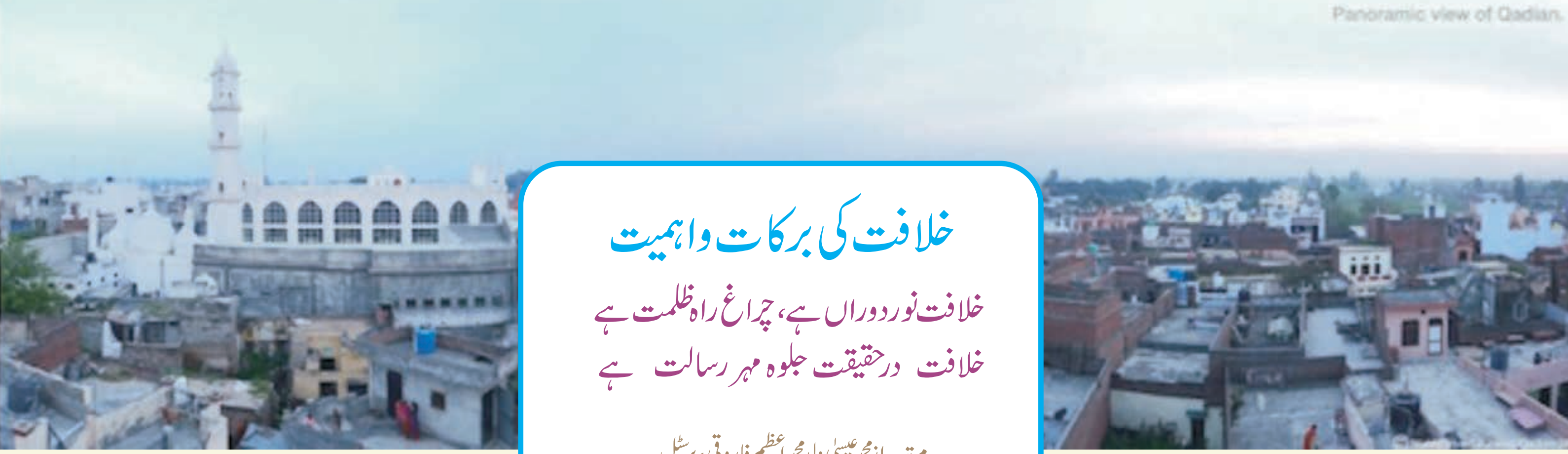

خلافت کی برکات واہمیت

خلافت نورِ دوراں ہے، چراغ راہ ظلمت ہے
خلافت درحقیقت جلوہ مہر رسالت ہے

مرتب از محمد عیسیٰ ولد محمد اعظم فاروقی، برسٹل

کائنات کے چھوٹے سے چھوٹے ذرہ سے لیکر بڑی سے بڑی گلیکسی تک میں جو یہ وحدت ہے یہ جہاں ہمیں خدا تعالیٰ کی وحدانیت کی طرف توجہ دلاتی ہے وہاں اس میں بنی نوع انسان کی معاشرتی زندگی کے لئے ایک شاندار سبق بھی پنہاں ہے کہ دنیا کا کوئی بھی نظام، کوئی بھی کاروبار مرکزیت کے بغیر نامکمل ہے، معاشرہ میں مل جل کر رہنے کے لئے ایک نظام کی ضرورت ہے جس میں ایک ایسا مرکز ہونا چاہئے جسے ہر فرد اپنے اوپر مسلّط کرے۔ اسی پر نوع انسانی کے نظام کی کامیابی کا مدار ہوگا۔ اسی پر اس کی ترقی کا راز مضمر ہے۔

جہاں تک انسانی معاشرہ میں نظام کا تعلق ہے، یہ دنیا کے ہر خطہ، ہر ملک اور ہر قبیلہ میں موجود ہے اور اس کا ہر جگہ ہونا اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ یہ واقعی فطرت کی آواز ہے۔ لیکن ان نظاموں میں آئے دن پیدا ہونے والی گڑبڑ اور تغیرات، برپا ہونے والے انقلابات، رونما ہونے والے فسادات کی وجہ سے اس بات پر یقین آ جاتا ہے کہ یہ حقیقی نظام نہیں ہیں۔ ان میں مرکزیت کی وہ فطری روح نہیں جو خدا تعالیٰ کے منشاء کے مطابق ہے۔ خدا تعالیٰ تو چاہتا ہے کہ بنی نوع انسان پرسکون زندگی بسر کریں، پورے اطمینان کے ساتھ اس دنیا میں رہیں۔ اس نقطہ نظر کو سامنے رکھ کر جب ہم ساری دنیا میں مختلف نظاموں کا مشاہدہ ومطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں اس سوال کا جواب صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب قرآن کریم میں ملتا ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا وَ مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۔ (سورۃ النور:۵٦)

ترجمہ: اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا۔ جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا اور جو دین اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے وہ ان کے لئے اسے مضبوطی سے قائم کردے گا اور ان کے خوف کی حالت کے بعد وہ ان کے لئے امن کی حالت تبدیل کر دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے (اور) کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دئے جائیں گے۔

اس آیت میں خدا تعالیٰ نے جس نظام کا ذکر فرمایا ہے وہ آسمانی نظام ہے جس کا سربراہ خود اللہ تعالیٰ مقرر فرماتا ہے۔ اور جس کا آئین ایک ابدی اور کامل کتاب قرآن شریف کی شکل میں اس نے نازل فرمادیا ہے جو فطرت انسانی کے عین مطابق ہے۔ یہ نظام، نظام خلافت کہلاتا ہے جو خدا تعالیٰ کے ماموراور اس کے مرسل نبی کی وفات کے بعد خدا تعالیٰ کی طرف سے قائم کیا جاتا ہے اور اس وقت تک قائم رہتا ہے جب تک لوگ اس نظام کی شرائط پر عمل پیرا ہوتے رہیں اور خود کو اس بابرکت نظام کے زیرسایہ رکھیں۔

لغت کی رو سے خلافت کے معنے نیابت اور جانشینی کے ہیں اور اصطلاحاً اس سے مراد نبی کا جانشین ہوتا ہے۔ علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں۔ الخلیفۃ من یقوم مقام الذاھب و یسمّ مسدّہ

(النہایۃ جلد 1 صفحہ 315)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:

”خلیفہ کے معنی جانشین کے ہیں، جو تجدید دین کرے۔ نبیوں کے زمانے کے بعد جو تاریکی پھیل جاتی ہے اس کو دور کرنے کے واسطے جو ان کی جگہ آتے ہیں انہیں خلیفہ کہتے ہیں“۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 383)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اس نقطہ نظر سے نظامِ خلافت کے قیام کی ضرورت و اہمیت بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں ۔ ''خدا تعالیٰ کا کلام مجھے فرماتا ہے ۔۔۔۔۔ وہ اس سلسلہ کو پوری ترقی دیگا، کچھ میرے ہاتھ سے کچھ میرے بعد ، یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اورانکو غلبہ دیتا ہے ۔۔۔۔۔ اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے، لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا ، بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دیکر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے ۔۔۔۔۔ ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر نا کام رہ گئے تھے ، اپنے کمال کو پہنچتے ہیں'' ۔ (الوصیت)

خلافت کے تمام کاروبار اور اس کی برکات کی بنیاد خدائی تائید و نصرت پر ہے جو خود خلافت کی ایک عظیم الشان برکت ہے۔ گویا خلافت کی ساری عمارت ہی برکات پر معمور ہے اور اس عمارت کی بنیادیں بھی برکات سے ہی بھری ہوئی ہیں۔ چنانچہ تمکنت دین کے ہر قدم پر، خوف کے ہر لمحہ میں خدا تعالیٰ خلافت کی برکت سے اپنے بندوں کی خاص تائید و نصرت فرماتا ہے، جس کے نتیجہ میں وہ ہر مرحلہ پر سرخرو ہو کر نکلتے ہیں۔ اور فتح و کامرانی ان کا مقدر بنتی ہے۔

نبی تو صرف تخم ریزی ہی کر پاتا ہے کہ اسے خدا کی طرف سے بلاوا آ جاتا ہے ۔ دین کی اشاعت ، اس کی وسعت ، اس کا استحکام، فتوحات ، منظم اور مربوط طور پر اس کی عمارت کو بلند کرنا اور یہ سب باتیں جو بعد میں آنیوالے خلفاء کے زمانوں میں پوری ہوتی ہیں وہ خلافت کی برکات ہوتی ہیں۔

خدا تعالیٰ نے حضرت مصلح موعودؓ کو آپکے دورِ خلافت کی ابتداء میں فرمایا:

مبارک ہو قادیان کی غریب جماعت ! تم پر خلافت کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی ہیں۔ (منصب خلافت صفحہ 37)

خلیفۂ وقت کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ایسا ولولہ اور ایسی امنگ عطا ہوتی ہے کہ وہ اس کی بدولت تمکنتِ دین کے لئے ہر قسم کے نامساعد حالات کے باوجود کسی بھی ضروری اقدام کرنے سے گریز نہیں کرتا۔ یہ دلیری، دین کے ارکان کو پوری شدت اور مکمل قوت کے ساتھ قائم کرنے کی یہ ہمت خلافت کی برکت سے ہی ہے۔ خلیفہ خداداد فراست سے ہر قسم کے فتنہ کو ہمیشہ کے لئے کچلتا اور بروقت اقدامات کر کے دین کے راستے میں رخنہ تمام دروازے بند کرتا ہے اور تمکنت دین کی شاندار مثال قائم کرتا ہے۔

تمکنتِ دین کا ایک حد تک بیت المال کے استحکام کے ساتھ بھی تعلق ہے ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے قائم کردہ نظامِ خلافت کو مالی لحاظ سے بڑی برکت بخشتا ہے تا تمکنت دین کی خاطر خلیفۂ وقت کو جس قدر اموال کی ضرورت ہو وہ میسر آ جائیں ۔ نظام خلافت کی تاریخ شاہد ہے کہ بعض خلفاء انتہائی مہیب قسم کے مالی خطرات اور دگرگوں حالات میں مسند خلافت پر متمکن ہوئے مگر دیکھتے ہی دیکھتے یہ حالات مالی فراوانی اور خوشحالی سے بدل گئے اور اس طرح سے یہ سبق بھی دیا گیا کہ ہر قسم کی خوشحالی خلافت کے ساتھ وابستگی میں ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دوسرے جانشین سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے عہد خلافت کی ابتداء نہایت شدید قسم کے مالی بحران کی فضا میں ہوئی۔ مالی حیثیت رکھنے والے لوگوں نے آپ کی بیعت سے انکار کر دیا اور لاہور چلے آئے اور یہی نہیں بلکہ روانگی کے وقت سارا خزانہ بھی لوٹ کر لے گئے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے جب حساب کتاب دیکھا تو خزانہ میں صرف سترہ روپے تھے جبکہ سکول کے اساتذہ کی تنخواہوں کے علاوہ کئی سو کا قرض جماعت پر تھا۔ ان نامسائد مالی حالات میں آپ نے ہرچہ باد کہتے ہوئے خدا کی تھمائی ہوئی خلافت کی باگ ڈور سنبھالی اور خدا تعالیٰ کے فضلوں اور اس کی رحمتوں اور برکتوں کی بارش میں اپنے کارواں کو لیکر آگے بڑھنے لگے۔ چند سال میں جماعت کی مالی حالت بڑی

خوشکن ہوگئی۔اس کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ قرض تو الگ رہے ،حضورؓ نے اپنی خلافت کے چھٹے سال یعنی 1920ء میں برلن میں مسجد تعمیر کرنے کے لئے جماعت کی خواتین سے ایک لاکھ روپے کا مطالبہ کیا تو جماعت کی خواتین نے صرف ایک ماہ کے اندر اندر یہ خطیر رقم جمع کر کے اپنے آقا کے حضور پیش کردی۔

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

''جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ ایک دفعہ میں نے ایک لاکھ روپیہ مانگا تھا۔لیکن اب میں خدا تعالیٰ سے اربوں روپیہ مانگا کرتا ہوں۔میں سمجھتا ہوں کہ میں نے ایک لاکھ روپیہ مانگ کر غلطی کی ۔۔۔اللہ تعالیٰ نے کہا ہم تیری اس دعا کو قبول نہیں کرتے جس میں تو نے ایک لاکھ مانگا ہے۔ہم تجھے اس سے بہت زیادہ دیں گے تا کہ سلسلہ کے کام چل سکیں۔اب اللہ تعالیٰ کے اس انعام کو دیکھ کر کہ میں نے ایک لاکھ مانگا تھا مگر اس نے 22 لاکھ سالانہ دیا، میں سمجھتا ہوں کہ اگر میں ایک کروڑ مانگتا تو 22 کروڑ سالانہ ملتا۔ایک ارب مانگتا تو 22 ارب سالانہ ملتا، ایک کھرب مانگتا تو 22 کھرب سالانہ ملتا اور اگر ایک پدم مانگتا تو 22 پدم سالانہ ملتا۔اور اس طرح ہماری جماعت کی آمد امریکہ اور انگلینڈ دونوں کی مجموعی آمد سے بڑھ جاتی۔ پس خلافت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے بہت سی برکات وابستہ کی ہوئی ہیں۔تم ابھی بچے ہو تم اپنے باپ دادوں سے پوچھو کہ قادیان کی حیثیت جو شروع زمانہ خلافت میں تھی وہ کیا تھی۔اور پھر قادیان کو اللہ تعالیٰ نے کس قدر ترقی بخشی تھی''۔ (الفضل 5 ستمبر 1956ء)

پس ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خلافت کی برکات سے جماعت احمدیہ کو مالی فراوانی دیتا چلا آیا ہے۔چنانچہ جماعت کا بجٹ سینکڑوں سے ہزاروں میں، ہزاروں سے لاکھوں میں اور لاکھوں سے کروڑوں میں اور اب بفضلہ تعالیٰ اربوں میں جا چکا ہے۔خلیفہ وقت فضل عمر فاؤنڈیشن کے لئے 25 لاکھ کا مطالبہ کرتے ہیں تو جماعت 33 لاکھ پیش کر دیتی ہے۔افریقہ کی علمی اور طبی خدمات کے منصوبہ، مجلس نصرت جہاں کے لئے خلیفۂ وقت 33 لاکھ کی تحریک کرتے ہیں اور احباب جماعت 52 لاکھ روپیہ اپنے آقا کے قدموں میں ڈال دیتے ہیں۔پھر خلیفۂ وقت صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ کے لئے اڑھائی کروڑ کی تحریک کرتے ہیں تو جماعت قریباً 15 کروڑ روپے کے وعدے پیش کر کے انکی ادائیگی کی فکر میں لگ جاتی ہے۔اور اب خلافت خامسہ کے مبارک دور میں جس طرح خدا تعالیٰ نے مالی وسعتیں بخشی ہیں وہ سب کے سامنے ہیں۔اب جماعت کروڑوں سے اربوں اور کھربوں کی حدود میں داخل ہو چکی ہے۔

خلافت کی ایک برکت یہ بھی ہے کہ اس کے طفیل مومنوں کو مضبوط چٹانوں جیسا غیر متزلزل ایمان بخشا جاتا ہے۔وہ کسی قسم کی لالچ میں نہیں آتے وہ کسی کے ورغلائے نہیں پھسلتے۔ 5 ستمبر 1956ء کے اخبار الفضل میں ایک واقعہ درج ہے جو اس امر کی سچی تصویر پیش کرتا ہے۔اور وہ یہ ہے کہ جب 1914ء میں خلافت ثانیہ کا انتخاب ہوا تو پیغامیوں نے اس خیال سے کہ جماعت کے لوگ خلافت کو کسی طرح چھوڑ نہیں سکتے یہ تجویز کیا کہ کوئی اور خلیفہ بنا لیا جائے اور اس کے لئے سیالکوٹ کے ایک صوفی منش دوست میر عابد علی عابد کا انتخاب کیا گیا۔پیغامیوں کا یہ خیال تھا کہ چونکہ میر صاحب صوفی منش اور عبادت گزار آدمی ہیں اسلئے الوصیت کے مطابق چالیس آدمیوں کا انکی بیعت پر متفق ہو جانا کوئی مشکل امر نہیں ہے۔چنانچہ مولوی صدرالدین صاحب اور بعض اور دوسرے لوگ رات کے وقت انکے پاس گئے اور اپنے آنے کی غرض بیان کی جس پر وہ آمادہ ہوگئے۔اسکے بعد وہ پیغامی ہری کین لیکر ساری رات قادیان میں دو ہزار احمدیوں کے ڈیروں پر پھرتے رہے، لیکن چالیس آدمی تو ایک طرف وہ کسی ایک آدمی کو بھی میر صاحب کی بیعت پر آمادہ نہ کر سکے۔اور جب انہیں میر صاحب کی بیعت کے لئے چالیس آدمی بھی نہ ملے تو وہ مایوس ہوگئے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے ان دنوں کا نقشہ اتارتے ہوئے فرمایا:

''خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایک جماعت کو پکڑ کر میرے ہاتھ پر جمع کر دیا تھا اور اس وقت جمع کر دیا تھا جب بڑے بڑے احمدی میرے مخالف ہوگئے تھے اور کہتے تھے کہ اب خلافت ایک بچے کے ہاتھ آ گئی ہے اس لئے جماعت آج نہیں تو کل تباہ ہو جائے گی۔لیکن اس بچہ نے 22 سال پیغامیوں کا مقابلہ کر کے جماعت کو جس مقام تک پہنچایا وہ تمہارے سامنے ہے۔شروع میں

ان لوگوں نے کہا تھا کہ 98 فیصدی احمدی ہمارے ساتھ ہیں لیکن اب وہ دکھائیں کہ جماعت کا 98 فیصدی جو انکے ساتھ تھا کہاں ہے۔ کیا وہ 98 فیصدی ملتان میں ہیں، لاہور میں ہیں، آخر وہ کہاں ہیں۔ کہیں بھی دیکھ لیا جائے انکے ساتھ جماعت کے دو فیصدی بھی نہیں نکلیں گے''۔ (الفضل 28 اپریل 1957ء)

دین کی تمکنت کے لئے ضروری ہے کہ اس کے ماننے والوں کا خدا تعالیٰ کے ساتھ ذاتی تعلق ہو اور ان کو خدا تعالیٰ خاص قرب حاصل ہو۔ اور یہ امر ہو ہی نہیں سکتا جب تک خدا تعالیٰ کے قائم کردہ نمائندہ کے ساتھ اس کا تعلق نہ ہو۔ خلیفۂ وقت زمین پر خدا تعالیٰ کا نمائندہ ہوتا ہے اور اسے یہ برکت دی جاتی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ اور اسکے بندوں کے درمیان رابطہ کا کام کرے اور جو خدا تعالیٰ تک پہنچنا چاہے اس کی راہنمائی کرے۔ دراصل خلافت بنی نوع انسان کو اس کے خالق کے ساتھ ربط اور لگاؤ قائم کرنے اور اس کو کمال تک پہنچانے کا واضح راستہ اور پل ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں۔

''انبیاء اور خلفاء اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول میں ممد ہوتے ہیں۔ جیسے کمزور آدمی پہاڑ کی چڑھائی پر نہیں چڑھ سکتا تو سونٹے یا کھڈسٹک کا سہارا لیکر چڑھتا ہے۔ اسی طرح انبیاء اور خلفاء لوگوں کے لئے سہارے ہیں۔ وہ دیواریں نہیں جنہوں نے الٰہی قرب کے راستوں کو روک رکھا ہے بلکہ وہ سونٹے اور سہارے ہیں جنکی مدد سے کمزور آدمی بھی اللہ کا قرب حاصل کر لیتا ہے''۔ (الفضل 11 ستمبر 1937ء)

خلیفۂ وقت خدا تعالیٰ کا نمائندہ ہونے کے لحاظ سے خدا تعالیٰ کے کلام اور اسکے احکام کو سب سے بہتر سمجھتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ اسکی راہنمائی کر رہا ہوتا ہے۔ اسے اپنے الہام اور وحی کے ذریعہ نئے نئے حقائق اور دقائق سے نوازتا ہے جن سے روشنی پا کر وہ قرآن کریم کے نئے نئے معانی اور اسرار و رموز لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے اور احکام قرآنی پر عمل کی صحیح راہوں کی نشاندہی کرتا ہے۔ اس لحاظ سے بھی خلیفہ کا وجود بڑا ہی بابرکت ہے۔ اسی لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی امت کو نصیحت فرمائی تھی کہ علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین۔

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ اسی حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں۔

''خلفاء کے ذریعہ سنن اور طریقے قائم کئے جاتے ہیں ورنہ احکام تو انبیاء پر نازل ہو چکے ہوتے ہیں۔ خلفاء دین کی تشریح اور وضاحت کرتے ہیں اور متعلقہ امور کو کھول کر لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں اور ایسی راہیں بتاتے ہیں جن پر چل کر اسلام کی ترقی ہوتی ہے''۔ (الفضل 4 ستمبر 1937ء)

ہر انسان خواہش کرتا ہے کہ اسے ہر میدان میں کامیابی ملے، اسے فتح نصیب ہو۔ ایسی خواہش رکھنے والے ہر انسان کے لئے خدا تعالیٰ کا یہ پیغام ہے کہ وہ اس کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے آپ کو خلافت کے ساتھ وابستہ کر لے۔ اس کے نتیجہ میں اس کی کامیابی اور فتح یقینی ہو گی۔ خلافت کے ساتھ یہ وابستگی کیسی ہونی چاہئے؟

اس بارے حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا ہے:۔

''امام اور خلیفہ کی ضرورت یہی ہے کہ ہر قدم پر جو مومن اٹھاتا ہے اسکے پیچھے اٹھاتا ہے اپنی مرضی اور خواہشات کو اس کی مرضی اور خواہشات کے تابع کرتا ہے۔ اپنی تدبیروں کو اس کی تدبیروں کے تابع کرتا ہے۔ اپنے ارادوں کو اسکے ارادوں کے تابع کرتا ہے۔ اپنی آرزوؤں کو اس کی آرزوؤں کے تابع کرتا ہے اور اپنے سامانوں کو اسکے سامانوں کے تابع کرتا ہے۔ اگر اس مقام پر مومن کھڑے ہو جائیں تو انکے لئے کامیابی اور فتح یقینی ہے''۔ (الفضل 4 ستمبر 1937ء)

پس کامیابی اسے ملتی ہے جو اپنے آپ کو پوری طرح خلافت کے ساتھ وابستہ رکھتا ہے، کامیابی اسے ملتی ہے جو اپنا سب کچھ خلافت پر نثار کر دیتا ہے۔ کامیابی اسے ملتی ہے جو خلیفۂ وقت کی دعائیں حاصل کرتا ہے کیونکہ ''اللہ تعالیٰ جب کسی کو منصب خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اسکی دعاؤں کی قبولیت کو بڑھا دیتا ہے۔ کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اسکے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے''۔ (منصب خلافت صفحہ 32)

خلافت ایک عظیم نعمت ہے لیکن اس کی عظمت ہم پر بہت بڑی ذمہ داریاں بھی ڈالتی ہے۔ اور وہ یہ کہ ہم خلافت کے قائم رکھنے کی پوری کوشش کریں اور اس کے لئے ہر ممکن قربانی سے بھی

بھی اور ذرہ بھر بھی گریز نہ کریں۔لیکن یہ تو اسی وقت ہوسکتا ہے جب ہم میں سے ہر ایک کے دل میں خلافت کا پیار اور اسکی محبت کوٹ کوٹ کر بھر جائے۔اور ہم اسکے ایک معمولی سے اشارے پر بھی اپنے تن من دھن کو قربان کر دینے کے لئے تیار ہوں۔اور خلافت سے وفا اور پیار کرنے والے ہوں۔اور خلیفہ وقت کے ساتھ مضبوط تعلق رکھنے والے ہوں۔اور ہر آن خلافت کے محافظ و خادم ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمایے۔ آمین

خلافت کے بنا اپنا نہیں کچھ بھی گزارا ہے
یہی ظلمات بحر و بر میں اک اپنا سہارا ہے

اس ضمن میں حضرت مصلح موعودؓ مجلس خدام الاحمدیہ کو تلقین فرماتے ہیں۔

”میں خدام کو یہ نصیحت کرنا چاہتا ہوں کہ وہ خلافت کی برکات کو یاد رکھیں۔اور کسی چیز کو یاد رکھنے کے لئے پرانی قوموں کا یہ دستور ہے کہ وہ سال میں اسکے لئے خاص طور پر ایک دن مناتی ہیں مثلاً شیعوں کو دیکھ لو، وہ سال میں ایک دفعہ تعزیہ نکال لیتے ہیں تا قوم کو شہادت حسینؓ کا دن یاد رہے۔اسی طرح میں بھی خدام کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ سال میں ایک دن ”خلافت ڈے“ کے طور پر منایا کریں۔اس میں وہ خلافت کے قیام پر خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کریں۔اور اپنی پرانی تاریخ کو دھرایا کریں۔اسی طرح وہ رؤیا کشوف بیان کئے جایا کریں جو وقت سے پہلے خدا تعالیٰ نے مجھے دکھائے اور جن کو پورا کر کے خدا تعالیٰ نے ثابت کر دیا کہ اس کی برکات اب بھی خلافت کے ساتھ وابستہ ہیں“۔(الفضل یکم مئی 1957ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں خلافت سے وابستہ رکھے اور انعامات خلافت سے بہرہ مند ہونے کی توفیق بخشے اور ہم ہمیشہ تقویٰ کی راہوں کے متلاشی اور خلافت کی بقاء، ترقی اور خوشحالی کے ضامن ہوں۔ آمین اللھم آمین۔

قرآن کریم

ہم اس بات کے گواہ ہیں اور تمام دنیا کے سامنے اس شہادت کو ادا کرتے ہیں کہ ہم نے اس حقیقت کو جو خدا تک پہنچاتی ہے قرآن سے پایا ہم نے اس خدا کی آواز سنی اور اس کے پُرزور بازو کے نشان دیکھے جس نے قرآن کو بھیجا۔ سو ہم یقین لائے کہ وہی سچا خدا اور تمام جہانوں کا مالک ہے۔ ہمارا دل اس یقین سے ایسا پُر ہے جیسا کہ سمندر کی زمین پانی سے۔ سو ہم بصیرت کی راہ سے اس دین اور اس روشنی کی طرف ہر ایک کو بلاتے ہیں ہم نے اس نورحقیقی کو پایا جس کے ساتھ سب ظلمانی پردے اٹھ جاتے ہیں اور غیر اللہ سے درحقیقت دل ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ یہی ایک راہ ہے جس سے انسان نفسانی جذبات اور ظلمات سے ایسا باہر آجاتا ہے جیسا کہ سانپ اپنی کینچلی سے۔

حضرت مرزا غلام احمد، مسیح موعودؑ۔کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد 13۔صفحہ 65

جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مورخہ ۲۳ جنوری ۲۰۲۲ بروز اتوار بوقت شام ساڑھے چھ بجے ایسٹ ریجن کی طرف سے جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں مولانا عطاالمجیب راشد صاحب نے جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صدارت کرتے ہوئے بہت پر لطف تقریر فرمائی جس کی کارگزاری درج ذیل ہے۔

آپ نے اپنی تقریر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عائلی وسماجی زندگی کے واقعات اور مثالیں بیان فرمائیں اور وضاحت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کس طرح اپنی شادی شدہ زندگی بسر فرمائی اور اپنی ازواج مطہرات سے کس طرح حسن سلوک سے پیش آئے اور کس طرح انسانیت کے لئے اسوہ پیش فرمایا جس پر عمل پیرا ہونا ہمارے لئے اور ہماری بقا کے لئے ضروری ہے۔

اس کے علاوہ آپ نے بیان فرمایا کہ کس طرح خاوند اور بیوی بہتر انداز میں اپنی عائلی زندگی بسر کر سکتے ہیں اور دین اسلام کے عین مطابق اپنی زندگی ایک پر مسرت انداز میں گزار سکتے ہیں۔ مزید انہوں نے ازدواجی و عائلی زندگی کو کامیاب بنانے اور پر لطف اور خوبصورت عائلی زندگی گزارنے کے لئے اسلامی اصول اور فلسفہ بیان فرمائے جن پر عمل پیرا ہونا لازم ہے۔

آپ نے بیان فرمایا کہ پر اطمینان اور پر مسرت عائلی زندگی گزارنے کے لئے سب سے لازم اور اہم چیز تقویٰ ہے۔ تقویٰ کے لفظی معنی اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کے ہیں۔ کامیاب اور مطمئن ازدواجی زندگی کے لئے ضروری ہے کہ خاوند اور بیوی دونوں تقویٰ اختیار کریں اور اللہ تعالیٰ سے رہنمائی طلب کریں۔ اگر شادی شدہ جوڑہ تقویٰ کے ساتھ اپنی زندگی بسر کرے گا تو یقیناً اللہ تعالیٰ انہیں خوشیاں اور آسائشیں بخشے گا اور وہ ایک محبت بھری اور احساس بھری زندگی گزار سکیں گے۔

اس کے علاوہ آپ نے بیان فرمایا کہ خاوند اور بیوی دونوں کو چاہئے کہ اگر وہ خدا تعالیٰ کا فضل اور برکت چاہتے ہیں تو دعا کو خود پر لازم کر لیں۔ میاں بیوی ایک دوسرے کے لئے دعا کریں اور نہ صرف ایک دوسرے کے لئے بلکہ ایک دوسرے کے خاندانوں کے لئے بھی نہایت عاجزی سے دعا کریں۔ مزید یہ کہ عائلی زندگی میں برکت کے لئے اور محبت کے قیام کے لئے تقویٰ اور خدا تعالیٰ کے حضور دعا کرنا بہت فائدہ مند چیز ہے۔ اس سے میاں بیوی دونوں کو وہ چیز نصیب ہوگی جو کہ ان دونوں کو ان رویوں اور برتاؤ کی طرف لے کر جائے گی جو ان کی ازدواجی زندگی کو مکمل اور خوبصورت بنا دیگی۔

شادی بیاہ اور نکاح کے موقع پر جو قرآنی آیات تلاوت کی جاتی ہیں وہ بھی اس بات کی طرف توجہ دلاتی ہیں کہ اس نئی زندگی، جس کا آغاز خاوند اور بیوی کر رہے ہیں، کو مکمل اور کامیاب بنانے اور آپس میں محبت، احساس، نرمی اور شائستگی پیدا کرنے کے لئے تقویٰ اور دعا ہی ضروری اور اہم ہتھیار ہیں۔ اور انہی کی بدولت میاں بیوی میں مزید پیار کا مادہ ظہور پزیر ہوگا۔

دعاوں کے نتیجے میں زندگی میں سے مصائب اور مشکلات کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ پختہ یقین اور دعاوں سے اللہ تعالیٰ شادی شدہ جوڑے پر آسانیاں اور برکات عطا فرماتا ہے اور اس طرح اللہ تعالیٰ کی نصرت وتائید نصیب ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ازدواجی زندگی کے لئے دعا کی طرف توجہ کے لئے ارشاد فرماتا ہے:

اے باری تعالیٰ، ہمیں اپنی بیویوں سے خوشنودی اور آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں صحیح راستہ عطا فرما۔ آمین

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ

احباب جماعت کو یہ کلمات اور دعائیں ہمیشہ ذہن نشین رکھنی چاہیں اوران دعاوں کواپنی زندگیوں کالازمی حصہ بنانا چاہیئے۔

حضرت مسیح موعودؑ کے پاس ایک دفعہ ایک آدمی،ایک شخص جوکہ اپنی بیوی سے نرم اور بہتر برتاو نہ کرتا تھا،کی شکایت لےکرآیا۔ اس پر آپؑ نے فرمایا کہ ہمارے احباب کو بالکل بھی اس طرح کا نہیں ہونا چاہیئے،نیز اپنی خواتین کے ساتھ شفقت اور نرمی کا سلوک کرنا چاہیئے۔

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا جس کا مفہوم یہ ہے کہ عورتوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے مردوں کا احترام اوران کی فرمانبرداری کریں۔

گویا مرد اور خواتین ایک چلتی گاڑی کے دو پہیے ہیں اگر دونوں پہیوں میں توازن ہوگا تو یہ گاڑی بغیر کسی مشکل اور تردد کے اپنی منزل کی جانب رواں دواں رہے گی۔اس کے نتیجے میں ایک نہایت آرام دہ اور بابرکت و پاکیزہ معاشرہ وجود میں آئے گا جس میں ہر طرف خوشحالی اور محبت بھرے مزاج ہوں گے۔

اس کے علاوہ آپ نے بیان فرمایا کہ والدین کو چاہیئے کہ وہ خود اپنی اولاد کے لئے ان کی شادی کی عمر سے کافی عرصہ پہلے سے دعا کرنا شروع کردیں کہ اللہ تعالیٰ ان کوشادی کی خوشیاں عطا فرمائے اوران کے اچھے نصیب فرمائے۔اس کے ساتھ بچوں کو بھی چاہیئے کہ وہ اپنے والدین کے لئے بھی دعا کریں۔

مولانا عطاالمجیب راشد صاحب نے اپنی تقریر کے اختتام میں بیان فرمایا کہ بیوی اور خاوند کو روزمرہ زندگی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرنی چاہیئے اور بچوں کی احسن رنگ میں تربیت کرنی چاہیئے اوران کی ساتھ پیار اور محبت سے پیش آنا چاہیئے جس کے نتیجہ میں ہر لحاظ سے متوازن معاشرہ کا قیام وجود میں آئے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں آنحضرت ﷺ کے اسوہ حسنہ اور اعلیٰ نمونہ پرعمل پیرا ہونے کی توفیق بخشے۔آمین

مسجد بیت الاکرام لیسٹر میں معزز مہمانوں کی آمد

اللہ تعالیٰ کے فضل سے لیسٹر جماعت کو اپنی مقامی مسجد بیت الاکرام میں گزشتہ چند مہینوں میں مختلف معزز مہمانوں کو مدعو کرنے کا موقع حاصل ہوا جنہیں مسجد کا تفصیلی دورہ بھی کروایا گیا اور حقیقی اسلام احمدیت کے بارے میں بتانے کا بھی موقع ملا۔

مؤرخہ 30 نومبر 2021 کو بشپ آف لیسٹر محترم ریو مارٹن سنو صاحب اور محترم ریو ٹام ولسن صاحب ڈائریکٹر سینٹ فلپ سینٹر انسٹی ٹیوشن پروموٹس ملٹی فیتھ مسجد بیت الاکرام تشریف لائے جن کا استقبال امام مسجد مکرم زرتشت صاحب اور صدر جماعت لیسٹر مکرم ابراہیم یونس صاحب نے کیا۔ محترم ریو مارٹن سنو صاحب 2016 میں لیسٹر منتقل ہوئے تھے اور یہ لیسٹر کے ساتویں بشپ ہیں۔اس سے قبل یہ 2013 سے ٹوکیسبری کے بشپ رہ چکے ہیں۔

کووڈ کی وجہ سے تمام احتیاطی تدابیر کوملحوظ خاطر رکھتے ہوئے دونوں معزز مہمانوں کو مسجد کا دورہ کروایا گیا اور بعد ازاں لیسٹر میں احمدیت کی تاریخ،جماعتی نظام اور خلافت احمدیہ کے علاوہ دنیا بھر میں جماعت احمدیہ کی جانب سے کی جانے والی مختلف امن کاوشوں اور ہیومینیٹی فرسٹ کے تحت خدمت انسانیت کے لئے کئے جانے والے کاموں کے بارے میں تفصیلی طور پر بتایا گیا۔دونوں مہمانوں کورخصت کرنے سے قبل گفٹ بیک دیئے گئے اور لیسٹر میں مقامی کمیونٹی کے لئے مل کر پروگرام منعقد کرنے پر بھی اتفاق کیا گیا۔

مؤرخہ ۱۴ جنوری 2022 کو ایم پی لیسٹر ساؤتھ اور شیڈو سیکریٹری آف اسٹیٹ فار ورکس اینڈ پینشن یو کے محترم جون ایش

ورتھ صاحب اپنی کونسٹیٹیوٹ میں موجود مسجد بیت الاکرام پہلی مرتبہ تشریف لائے تو امام مسجد مکرم زرتشت صاحب نے اُن کا استقبال کیا اور مسجد کا دورہ کروانے کے بعد اسلام کا حقیقی پیغام پھیلانے میں جماعت احمدیہ کی کاوشوں کا ذکر کیا۔ نظام خلافت احمدیہ اور دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے حضور انور کی کاوشوں سے متعلق ایک ویڈیو پریزینٹیشن میں محترم جون ایش ورتھ صاحب نے خاصی دلچسپی دکھائی۔ انہوں نے خدمت انسانیت کے لئے مقامی جماعت کی کاوشوں کی بھی تعریف کی۔ اسی طرح دنیا بھر میں ہیومینیٹی فرسٹ کی جانب سے کئے جانے والے کاموں کو بھی انہوں نے سراہا۔ آخر میں اُن کو جماعتی لٹریچر پر مشتمل ایک گفٹ بیگ بھی دیا گیا۔ معزز مہمان نے گرمجوشی میزبانی پر مکرم امام صاحب کا شکریہ بھی ادا کیا۔

جماعت احمدیہ لیسٹر مستقبل میں بھی اسی طرح مہمانوں کو مدعو کرتی رہے گی تاکہ مقامی کمیونٹی کے لئے مزید بہتر طور پر خدمت انجام دی جاسکے اور دیگر پروگرامز بھی منعقد کئے جاسکیں۔ انشاءاللہ العزیز

جماعت احمدیہ لیڈز کے زیر اہتمام
امن کانفرنس کا انعقاد

مؤرخہ ۵ فروری ۲۰۲۲ء کو جماعت احمدیہ لیڈز نے ایک مقامی ہال میں 'مختلف مذاہب کی امن تعلیمات' کے موضوع پر ایک امن کانفرنس کا انعقاد کیا۔ کووڈ کی وجہ سے تمام احتیاطی تدابیر اختیار کی گئیں جس میں حاضرین کا لیٹرل فلوٹیسٹ، بخار چیک اور فیس ماسک پہننا شامل تھا۔ پروگرام کی کارروائی براہ راست میڈیا ایپ زوم پر بھی نشر کی گئی۔

مکرم طاہر ٹورے صاحب نے تلاوت قرآن کریم سے کانفرنس کا باقاعدہ آغاز کیا۔ مکرم اشعر وسیم صاحب نے افتتاحی تقریر میں شرکاء کو خوش آمدید کہتے ہوئے پروگرام کی غرض و غایت بیان کی جس کے بعد تین مہمان مقررین نے خطاب کیا جن میں کونسلر مکرم ابی گیل مارشل کتونگ صاحب، ایئر کموڈور مکرم ایان اسٹیورٹ صاحب اور چیئرمین لیڈز افریقن کمیونٹی چیریٹی ٹرسٹ مکرم عبدالراشد تھامس صاحب شامل تھے۔ بعد ازاں صدر جماعت محترم بلال ایٹکنسن صاحب نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ دنیا میں انصاف کے بغیر امن قائم نہیں جاسکتا۔ انہوں نے اس سلسلہ میں قرآنی تعلیمات کے حوالہ جات بھی پیش کئے۔ تقاریر کے بعد مجلس سوال و جواب منعقد کی گئی جس میں حاضرین کے مختلف سوالات کے تفصیلی جوابات دیئے گئے۔ ان سوالات کے جواب دینے کے لئے مکرم مولانا مبارک بسرا صاحب، مکرم بلال ایٹکنسن صاحب اور مکرم شعیب نیر صاحب موجود تھے۔ آخر میں رُتھ گورس اکیڈمی کے ہیڈ ٹیچر مکرم بن ملینسن صاحب نے تمام شرکاء کا اس پروگرام میں شمولیت پر شکریہ ادا کیا۔

اس موقع پر دوران کانفرنس قرآن کریم، مختلف احمدیہ کتب اور جماعتی لٹریچر کے ذریعہ ایک نمائش کا بھی اہتمام کیا گیا تھا جس میں حاضرین پروگرام نے کافی دلچسپی دکھائی۔

اس کانفرنس میں ۳۵ مہمان شامل ہوئے جن میں آرمڈ فورسز، مقامی کونسلرز اور سماجی کارکنان شامل تھے۔ تمام مہمانوں کو جماعتی لٹریچر پر مشتمل گفٹ پیک دیئے گئے جن میں لائف آف محمدؐ کتاب بھی شامل تھی۔

کانفرنس کے اختتام پر متعدد مہمانوں نے انتہائی مثبت تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے جماعت احمدیہ لیڈز کی اس کاوش کی تعریف کی اور مستقبل میں بھی ایسے مزید پروگرام منعقد کرنے میں اپنے تعاون کی بھی یقین دہانی کروائی۔

مڈل سیکس ریجن کے زیر اہتمام
نومبائعین کے اعزاز میں ایک دعوت

مؤرخہ ۴ دسمبر ۲۰۲۱ کو مڈل سیکس ریجن نے نومبائعین کے اعزاز میں ایک دعوت کا اہتمام کیا جس کا مقصد ریجن میں موجود تمام نومبائعین کا نہ صرف آپس میں بلکہ دیگر احمدی احباب سے بھی تعارف حاصل کرنا تھا۔ صبح تقریباً گیارہ بجے پروگرام میں شرکت کے لئے آئے ہوئے تمام حاضرین کی خدمت میں چائے اور

ریفریشمنٹ پیش کی گئی جس کے دوران آپس میں تعارفی گفتگو بھی جاری رہی۔

پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کے بعد نیشنل سیکریٹری نومبائعین ووقف جدید محترم جوناتھن بٹر ورتھ صاحب نے تمام شرکاء کو خوش آمدید کہتے ہوئے پروگرام کی غرض و غایت بیان کی۔ ریجنل مشنری صاحب نے بھی اس موقع پر افتتاحی کلمات ادا کئے۔ تین نومبائع احمدی احباب نے احمدیت قبول کرنے کے اپنے واقعات بیان کئے۔ بعدازاں مستقبل میں مزید پروگرامز، کلاسز اور گروپ میٹنگز کے بارے میں تبادلہ خیال کیا گیا۔ ظہروعصر کی نمازوں کے بعد دوپہر کا کھانا پیش کیا گیا جس کے بعد تمام حاضرین آپس میں گھل مل گئے اور مختلف موضوعات پر تبادلہ خیال کیا گیا۔ اس پروگرام میں کل حاضری 45 رہی۔

ہر خیر طلب کرنے اور شر سے بچنے کی ایک جامع دعا

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا سَئَلَکَ مِنْہُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ ﷺ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْہُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ ﷺ. وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ. وَ عَلَیْکَ الْبَلَاغُ. (ترمذی)

ترجمہ:

اے اللہ! ہم تجھ سے وہ تمام خیر و بھلائی مانگتے ہیں جو تیرے نبی محمد ﷺ نے تجھ سے مانگی اور ہم تجھ سے ان باتوں سے پناہ چاہتے ہیں جن سے تیرے نبی محمد ﷺ نے پناہ چاہی۔ تُو ہی ہے جس سے مدد طلب کی جاتی ہے۔ پس تیرے تک دعا کا پہنچانا لازم ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں دعا وَ قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا سکھا کر مومنوں پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ یہ دعا صرف برائے دعا ہی نہیں کہ منہ سے کہہ دیا کہ اے اللہ میرے علم میں اضافہ کر اور یہ کہنے سے علم میں اضافے کا عمل شروع ہو جائے گا۔ بلکہ یہ توجہ ہے کہ ہر وقت علم حاصل کرنے کی تلاش میں رہو، علم حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہو۔

اللہ تعالیٰ کے کسی بھی حکم یا دعا پر سب سے زیادہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمل کرتے تھے، اللہ تعالیٰ تو خود آپ کو علم سکھانے والا تھا اور قرآن کریم جیسی عظیم الشان کتاب آپ پر نازل فرمائی جس میں کائنات کے سربستہ اور چھپے ہوئے رازوں پر روشنی ڈالی۔ جس کو اُس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی شاید سمجھ بھی نہ سکتا ہو۔ گزشتہ تاریخ کا علم دیا، آئندہ کی پیش خبریوں سے اطلاع دی لیکن پھر بھی یہ دعا سکھائی کہ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا۔ ہر انسان کی استعداد کے مطابق علم سیکھنے کا دائرہ ہے اور وہ راز جو آج سے پندرہ سوسال پہلے قرآن کریم نے بتائے آج تحقیق کے بعد دنیا کے علم میں آرہے ہیں۔

آج یہ ذمہ داری ہم احمدیوں پر سب سے زیادہ ہے کہ علم کے حصول کی خاطر زیادہ سے زیادہ محنت کریں، زیادہ سے زیادہ کوشش کریں۔ کیونکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی قرآن کریم کے علوم و معارف دیئے گئے ہیں۔ اور آپؑ کے ماننے والوں کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ میں انہیں علم و معرفت اور دلائل عطا کروں گا۔ اس کے لئے کوشش اور دعا کہ اے میرے اللہ! اے میرے رب! میرے علم کو بڑھا، سب سے پہلے قرآن کریم اور دینی علم حاصل کرنے کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو بے بہا خزانے مہیا فرمائے ہیں ان کی طرف رجوع کریں، ان پر چل کر ہم دینی علم اور قرآن کے علم میں ترقی کر سکتے ہیں اور پھر اسی قرآنی علم سے دنیاوی علم اور تحقیق کے راستے کھل جاتے ہیں۔ (خطبہ جمعہ 18 / جون 2004ء)

استحکام خلافت کیلئے حضرت مصلح موعودؓ کا لازوال کردار

مشکل گھڑیوں اور نازک مواقع پر ادا کیے گئے کچھ الفاظ ایسے بھی ہوتے ہیں جو کہ تاریخ کے ماتھے پر سدا جگمگاتے رہتے ہیں۔اسی طرح مشکل حالات میں ادا کیے کچھ کردار ایسے ہوتے ہیں جو قوموں کی تقدیر بدل دیتے ہیں اور دنیا ہمیشہ انہیں یاد رکھتی ہے۔آج ایسی ہی گھڑیوں اور ایسے ہی کرداروں کا ذکر مقصود ہے۔

۲۶ مئی ۱۹۰۸

اُس سانحہِ عظیم کا دن ہے جس روز حضرت نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا ظل، مسیح الزماں اور اس دور کا براھیم اس دارِفانی سے رخصت ہوا۔وہ جو کہ ایمان کو ثریا سے واپس زمیں پر لایا۔جس نے اسلام کے چہرے پر آئی دھند اور غبار کو صاف کر کے اس کا اصل حسن واضح کیا اور حاصل کا ئنات حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ،مبارک، حسین اور منور چہرہ دنیا کو دکھایا۔آپ نے دنیا کو ہلاکتوں سے بچانے کے سامان کیے اور ایک کثیر جماعت کو تقویٰ کی راہوں پر گامزن کیا۔آپ ۲۵ مئی ۱۹۰۸ کی شام تک منصب رسالت کی ذمہ داریوں کو جانفشانی کے ساتھ ادا کرتے رہے اور اپنے قلمی جہاد کے آخری معرکہ یعنی اپنی آخری کتاب پیغام صلح کا مسودہ کاتب کے حوالہ کرنے کے بعد، اگلے روز'' اللہ میرے پیارے اللہ۔اللہ میرے پیارے اللہ'' کا ورد کرتے ہوئے اپنے پیارے اللہ کے حضور حاضر ہو گئے۔ہاں! اُس محبوب کے قدموں میں جا بسے جس کی منادی میں آپ نے زندگی کا ہر لحہ صرف کیا۔

۲۶اپریل ۱۹۰۸

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی زوجہ مبارکہ حضرت نصرت جہاں بیگم،ام المؤمنین حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا نے آپؑ سے لاہور جانے کی خواہش کا اظہار کیا۔آپ کچھ علیل تھیں اور لاہور میں کسی لیڈی ڈاکٹر سے معائنہ کروانا چاہتی تھیں۔ان دنوں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے وصال کے متعلق اشارے مل رہے تھے۔مگر حضرت اماں جانؓ کی بات آپ ٹال نہ سکے۔شاید جانتے تھے کہ آپ انکی آخری فرمائش پوری کر رہے ہیں۔حضرت اماں جان کی بیماری پر ایک دفعہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ دعا الہام فرمائی،

رب اشف زوجتی ھذہ واجعل لھا برکات فی السماء وبرکات فی الارض

اے میرے رب میری اس بیوی کو شفا دے اور زمین و آسمان کی برکات اسکا مقدر کر دے۔

یہ دعا اسقدر مقبول ہوئی کہ آپؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد ۴۴ برس تک زندہ رہیں اور نسلوں کی تربیت کا سامان کرتی رہیں اور واقعتاً آسمان اور زمین کی برکات کی وارث بنیں۔

بہر حال آپؑ اپنی زوجہ مبارکہ کے ہمراہ ۲۹ اپریل کو لاہور تشریف لائے اور حسبِ معمول خدمتِ دین میں مصروف رہے یہاں تک کہ ۲۶ مئی، یعنی آپ کی وفات کا دن آ پہنچا۔

ماں بیٹے کے انمول تاریخی مکالمے:

یہاں سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا وہ کردار شروع

ہوتا ہے جسکی بنا پر ہم کہ سکتے ہیں،

اس دہر کا ہر پیر و جواں یاد کرے
اے فضل عمر تجھ کو جہاں یاد کریگا

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں ’’ آپؓ ان ممتاز ابنائے آدم میں سے تھے جو صدیوں میں نہیں بلکہ ہزاروں سالوں میں کبھی ایک بار افقِ انسانیت پر طلوع ہوتے ہیں اور جن کی روشنی صرف اسی نسل کو نہیں بلکہ بیسیوں انسانی نسلوں کو اپنی ضیا پاشی سے منور کرتی ہے‘‘۔ (سوانح فضل عمرؓ جلد اول صفحہ ۷)

مگر آپؓ کے ذکر سے پہلے میں آپکی مقدس والدہ کے وہ الفاظ بیان کرنا چاہتا ہوں جو آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی وفات پر فرمائے۔ وہ الفاظ یہ ہیں،

’’اے خدا یہ تو ہمیں چھوڑتے ہیں پر تو ہمیں نہ چھوڑیو‘‘

یہ مختصر فقرہ حضرت مسیح موعودؑ کی ساری عمر کی تربیت کا نچوڑ اور اسلامی تعلیم کا لب لباب ہے۔ حضرت ممدوحہؓ کے یہ دعا مقبول دعا ہے ۔اللہ تعالہ نے خاندان مسیح موعودؑ اور آپکی وفادار جماعت کو پہلے کبھی چھوڑا ہے نہ آئندہ کبھی چھوڑے گا۔ انشا اللہ

حضرت اماں جانؓ کا یہ عارفانہ فقرہ ہمیں حضرت ابو بکر صدیقؓ کا ایک تاریخی خطاب یاد دلاتا ہے۔ آپؓ کی زبان سے بھی حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات پر کچھ ایسے الفاظ ادا ہوئے جنہوں نے غموں سے نڈھال صحابہؓ کو سنبھالا اور انکی جمیعت کو پارہ پارہ ہونے بچالیا۔ وہ الفاظ یہ تھے،

’’تم میں سے جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عبادت کرتے تھے وہ سن لیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وفات پا گئے ہیں اور جو تم میں سے اللہ کی عبادت کرتے تھے تو اللہ زندہ ہے وہ کبھی نہیں مرتا‘‘۔

(بخاری کتاب المغازی باب مرض النبیؐ)

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت اماں جانؓ اور حضرت ابو بکرؓ کے الفاظ ناقابل فراموش ہیں اور تاریخی اثاثہ ہیں مگر ان کے ساتھ ساتھ ایک ۱۹ سالہ نوعمر عارف باللہ کے الفاظ کو بھی رہتی دنیا تک یاد رکھا جائیگا۔ حضرت مصلح موعودؓ کا وہ عہد جو آپ نے اپنے مرحوم والد حضرت مسیح پاکؑ کی وفات پر آپ کے سرہانے کھڑے ہو کر کیا، وہ عہد اور عزم ہمیشہ پوری آب و تاب کے ساتھ تاریخ کے اوراق میں جگمگاتا رہے گا۔ حضرت مصلح موعود خود بیان فرماتے ہیں، آپؑ کی وفات پر مجھے لوگ پریشان دکھائی دیئے اور میں نے انہیں یہ کہتے ہوئے سنا کہ اب جماعت کا کیا حال ہوگا؟ میں اس وقت ۱۹ سال کا تھا مگر میں نے اس جگہ حضرت مسیح موعودؑ کے سرہانے کھڑے ہو کر یہ کہا،

’’اے خدا میں تجھے حاظر ناظر جان کر تجھ سے یہ عہد کرتا ہوں اگر ساری جماعت، احمدیت سے پھر جائے تب بھی وہ پیغام جو حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ تو نے نازل فرمایا ہے۔ میں اسکو دنیا کے کونے کونے میں پہنچاؤں گا‘‘۔

جلد ہی اس عہد کی آزمائش کا وقت بھی آپہنچا۔ حضرت مسیح موعودؑ کو وفات کے بعد گو کہ لوگوں نے حضرت حکیم مولوی نور الدینؓ کو بالاتفاق خلیفہ تسلیم کرلیا تھا اور بیعت بھی کر لی تھی مگر چند دنوں بعد ہی خلافت میں رخنہ دالنے کی کوشش شروع ہوگئی۔ آپؓ فرماتے ہیں، ’’ابھی آپؓ (حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ) کی بیعت پر پندرہ بیس دن ہی گزرے تھے ایک دن مولوی محمد علی صاحب مجھے ملے اور کہنے لگے میاں صاحب کبھی آپ نے اس بات پر غور کیا ہے کہ ہمارے سلسلے کا نظام کیسے چلے گا؟ میں نے کہا اس پر اب اور غور کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ ہم نے حضرت مولوی صاحبؓ کی بیعت جو کرلی ہے۔ وہ کہنے لگے وہ تو ہوئی پیری مریدی۔ سوال یہ ہے کہ سلسلے کا نظام کیسے چلے گا۔ میں نے کہا میرے نزدیک تو اب یہ بات غور کے قابل ہی نہیں کیوں کہ جب ہم نے ایک شخص کی بیعت کر لی ہے تو وہ اس امر کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ کس طرح سلسلہ

کا نظام قائم کرنا چاہئے۔ ہمیں اس میں دخل دینے کی کیا ضرورت ہے۔'' (انوارالعلوم جلد ۱۵ صفحہ ۵۰)

یہ سازشیں اور ریشہ دوانیاں ان دلوں میں جن میں کجی تھی، پنپتی رہیں۔ وہ جو خود کو عمائدین سمجھتے تھے اور خیال کرتے تھے کہ ان کے بغیر سلسلہ چل نہیں سکتا۔ ان کے سربراہ مولوی محمد علی صاحب نے یہ دھمکی دی کہ اگر ان کی باتیں نہ مانی گئیں تو وہ قادیان چھوڑ دیں گے۔ مگر خلیفۃ المسیح الاول نے ان کو یہ دندان شکن جواب دیا، ''کل آنے میں تو بہت دیر ہے۔ آپ جانا چاہتے ہیں تو آج ہی قادیان سے چلے جائیں۔ میں خدا کا قائم کردہ خلیفہ ہوں میں ان دھمکیوں سے مرعوب ہونے والا نہیں''۔ (خلافت راشدہ صفحہ ۵۵)

۱۳ مارچ ۱۹۱۴

یہ حضرت المسیح الاول ؓ کی رحلت کا دن ہے۔ وہ بزرگ باوفا جنہیں حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی دعاؤں کا ثمر قرار دیا۔ قصر احمدیت کی پہلی اینٹ اور اپنے نام نورالدین کی طرح نورانی قرار دیا۔ وہ کہ جنھوں نے خدا کے دین کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر کے صدیقوں والا انجام پایا۔ اس جہان فانی کو چھوڑ کر جہان لافانی کی طرف کوچ کر گئے۔

حضرت مصلح موعودؓ کا اہم کردار

حضرت خلیفۃ المسیح الاول ؓ کی وفات کے بعد نظام کو بچانے کی ذمہ داری حضرت مصلح موعودؓ پر آ پڑی۔ یہ بہت ہی نازک وقت تھا۔ مخالفین اس الٰہی سلسلے کو بنیاد سے اکھاڑ دینے کے درپے تھے اور بظاہر یہ کام ان کے لیے زیادہ مشکل بھی نہیں تھا۔ مگر۔۔ خدائے حی و قیوم جماعت کے ساتھ تھا۔ خدائی وعدے ساتھ تھے۔ تقدیر ساتھ تھی۔ اس قادر و توانا نے ایسے وجود کو ان سازشوں کا قلع قمع کرنے کے لیے اپنی نصرت کے ساتھ کھڑا کیا جسے وہ اس کام کے لیے ہزاروں سال پہلے چن چکا تھا۔ یہودی مذہب کی بنیادی کتاب طالمود میں جس کی خبر موجود تھی۔ مخبر صادق حضرت محمد ﷺ کی زبان سے بخاری شریف میں اس کی نوید تھی اور حضرت مسیح موعودؑ سبز اشتہار کے ذریعہ اس مظہر الحق والعلا کی صفات دنیا کو بتا چکے تھے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے تمام جماعتوں کو تاریں بھجوائیں اور دوستوں کو اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے دعاؤں میں مشغول رہنے کی تلقین کی۔ اسی طرح تہجد پر اٹھنے گریا وزاری کرنے اور جو روزہ رکھ سکتے ہوں انہیں روزے رکھنے کیلئے کہا۔ تا کہ اللہ تعالیٰ جماعت کی صحیح سمت میں راھنمائی فرمائے۔

آپ نے خاندان والوں کو قائل کیا کہ وقت کی نزاکت کے مطابق اختلاف سے ہر ممکن گریز کیا جائے۔ جماعت کو متحد رکھنے کی خاطر خواہ کسی کی بھی بیعت کرنی پڑے کر لی جائے۔

پھر آپ مولوی محمد علی صاحب سے ملے اور کہا، ''میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ میں اور میرے ہم خیال اس بات پر تیار ہیں کہ آپ لوگوں میں سے کسی کی بیعت کر لیں''۔

مگر وہ لوگ نہ مانے اور مصر رہے کہ خلیفہ چنا ہی نہ جائے۔ اور چند ماہ کے غور و فکر کے بعد کوئی فیصلہ کیا جائے۔ مگر آفرین حضرت مصلح موعودؓ کی حکمت و فراست اور دور اندیشی پر۔ آپ نے اپنے کردار سے ثابت کر دیا کہ آپ واقعی مصلح موعود ہیں۔ آپ اپنے مؤقف پر اٹل رہے کہ کسی بھی صورت میں جماعت کو بغیر لیڈر بغیر امام اور بغیر راہنما کے ہرگز نہ چھوڑا جائے۔

ناظرین! ذرا تصور کریں کہ اس وقت اگر امام نہ چنا جاتا تو آج جماعت کا کیا حال ہوتا۔ یقیناً وہی جو پیغامیوں کا ہو چکا ہے۔

احباب جماعت جو حضرت خلیفۃ المسیح الاول ؓ کی وفات کی خبر سن کر قادیان میں اکٹھے ہو چکے تھے، مخالفین نے ان میں اشتہار تقسیم کیے جن میں یہ لکھا تھا کی فی الوقت خلیفہ نہ چنا جائے۔ لیکن ان کی تمام کوششیں بے سود ثابت ہوئیں۔ مؤمنین کے دل تو خدا کے قبضہ میں تھے۔ وہی خدا جو ہمیشہ ایسے مواقع پر مؤمنین کے دلوں پر تصرف پا کر خود خلیفہ مقرر فرماتا ہے۔ اس پیارے خدا نے رحم فرمایا اور لوگوں کو قرآنی حکم، ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانۃ الیٰ اھلھا پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اور کثرتِ رائے سے حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد المصلح الموعودؓ کو خلیفہ چن لیا گیا۔ الحمدللہ

مشکلات کا سامنا

حضرت مصلح موعودؓ ان مشکلات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں،"فریق ثانی نے تہذیب اور شرافت کو بالکل ترک کر دیا اور ہمیں اس قدر گالیاں دیں کہ غیر احمدی اخباروں نے بھی آج تک نہیں دیں"۔(انوار خلافت صفحہ ۹)
زبانی مخالفت کے علاوہ بھی کوئی ایسا حربہ نہ تھا جو وہ استعمال کر سکتے ہوں اور انہوں نے استعمال نہ کیا ہو۔انہوں نے جماعت کی یکجہتی کو نقصان پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کی مگر جماعت تو خدا تعالیٰ کے فضل سے حضرت مصلح موعودؓ کی زیر قیادت دن بدن مستحکم اور غیر متزلزل بنیادوں پر استوار ہوتی رہی اور وہ ، ٹوٹتے رہے، بکھرتے رہے اور بالآخر پارہ پارہ ہوگئے۔

(فاعتبروا یا اولوا الابصار)

مقام محمودؓ

حضرت مصلح موعودؓ نے جس آنگن مین پرورش پائی وہ آنگن، آفتاب رسالت کی کرنوں سے منور تھا۔آپ اپنی فطری قوت جاذبہ کے سبب ان کرنوں کو سمیٹتے ہوئے ماہتاب رسالت بن گئے۔اور روحانیت کے بلند مقام پر فائز ہوگئے۔آپ وہ تھے کہ جب آپ کی عمر محض 14 برس کی تھی۔یہ عمر تو کھیلنے کودنے کی عمر ہوتی ہے۔بے فکری کی عمر ہوتی ہے۔مگر آپ کا فکر ناقابل یقین حد تک بلند تھا جو کہ آپ کے اس شعر سے مترشح ہے،

موسیٰ کے ساتھ تیری رہیں لن ترانیاں
زنہار میں نہ مانوں گا چہرہ دکھا مجھے

صاحبزادہ مکرم سید میر محمود احمد صاحب اپنے ایک ٹی وی انٹرویو میں فرماتے ہیں،"میں نے اپنی مادی آنکھوں سے کسی نبی کو نہیں دیکھا مگر جو قریب ترین چیز میں نے نبی کے دیکھی ہے وہ مصلح موعودؓ تھے"۔

حضرت مصلح موعودؓ کے ساتھ خدا تعالیٰ ہم کلام ہوتا تھا۔ آپ کے رؤیا اور کشوف پر مبنی کتاب۔"رؤیا کشوف سیدنا محمودؓ"۔ میں ۱۵۵ پیغامات الٰہی مندرج ہیں۔خلافت کے بارہ میں چند پیش خدمت ہیں۔

خلافت کے بارہ میں رؤیا اور کشوف

مارچ 1914۔خدا تعالیٰ کے کام کو کوئی نہیں روک سکتا

فرمایا۔جماعت پر اس وقت ابتلا آیا جب حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی وفات کے بعد پیغامی فتنہ اٹھا اور جماعت کے اعلیٰ کارکن علیحدہ ہوگئے۔خزانہ خالی تھا اور جماعت کا بیشتر حصہ ان کے ساتھ تھا۔اس وقت اکثر لوگ یہ کہہ رہے تھے کہ اب یہ کام کیسے چلے گا۔لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس مایوسی کی حالت کو دیکھ کر مجھے بتایا،"اللہ تعالیٰ کے کام کو کوئی نہیں روک سکتا"۔

(الفضل ۱۲ جون ۱۹۳۵)

مارچ 1914۔
اللہ تعالیٰ ضرور ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا

فرمایا۔کل بھی میں نے اپنے رب کے حضور میں نہایت گھبرا کر شکایت کی کہ مولا! میں ان غلط بیانیوں کا کیا جواب دوں۔جو میرے خلاف کی جاتی ہیں۔اور عرض کی ہر بات حضور ہی کے اختیار میں ہے۔اگر آپ چاہیں تو اس فتنہ کو دور کر سکتے ہیں۔تو مجھے ایک جماعت کی نسبت بتایا گیا،"لیمزقنھم"۔یعنی اللہ تعالیٰ ضرور انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔

(کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے صفحہ نمبر ۱۲)

1921۔خدا کی تم پر لعنت ہوگی

فرمایا۔میں نے خواب میں دیکھا ایک شخص خلافت پر اعتراض کرتا ہے۔میں اسے کہتا ہوں۔اگر تم سچے اعتراض بھی کرو

گے تو خدا کی تم پر لعنت ہوگی اور تم تباہ ہو جاؤ گے۔ کیونکہ جس درجہ پر خدا نے مجھے کھڑا کیا ہے اس کے متعلق وہ غیرت رکھتا ہے۔

(الفضل ۲۸ مئی ۱۹۲۸)

حضرت مصلح موعودؓ کے زریں ارشادات

"مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے۔ اور کوئی شخص نہیں جو میرا مقابلہ کر سکے۔ اگر تم میں کوئی ماں کا بیٹا ایسا موجود ہے جو میرا مقابلہ کرنے کا شوق اپنے دل میں رکھتا ہو۔ وہ اب میرے مقابلہ میں اٹھ کر دیکھ لے۔ خدا اس کو ذلیل و رسوا کرے گا۔ بلکہ اسے ہی نہیں اگر دنیا جہان کی تمام طاقتیں مل کر بھی میری خلافت کو نابود کرنا چاہیں تو خدا ان کو مچھر کی طرح مسل دے گا۔

(خلافت راشدہ۔ انوار العلوم جلد ۱۵ صفحہ ۵۹۲)

"کیا تم میں اور جنہوں نے خلافت سے روگردانی کی ہے کوئی فرق ہے؟ کوئی بھی فرق نہیں۔ لیکن نہیں ایک بہت بڑا فرق بھی ہے وہ یہ کہ تمہارے لیے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا تمہاری محبت رکھنے والا تمہارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا تمہارے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا ہے مگر ان کیلئے نہیں ہے۔" (برکات خلافت۔ انوار العلوم جلد ۲ صفحہ نمبر ۱۵۸)

"اب یہ ہماری جماعت کا کام ہے کہ وہ۔۔۔ خلافت احمدیہ کو ایسی مظبوطی سے قائم رکھے کہ قیامت تک کوئی دشمن اس میں رخنہ اندازی کی جرأت نہ کر سکے۔ اور جماعت اپنی روحانیت اور اتحاد اور تنظیم کی برکت سے ساری دنیا کو اسلام کی آغوش میں لے آئے"۔ (انوار العلوم جلد ۱۷ صفحہ ۳۶۵)

"میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تم کو ہمیشہ خلافت کا خدمت گزار رکھے۔ اور تمہارے ذریعہ احمدیہ خلافت قیامت تک محفوظ چلی جائے اور قیامت تک سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ اسلام اور احمدیت کی اشاعت ہوتی رہے۔ آمین

(خدام الاحمدیہ سے خطاب ۲۱ اکتوبر ۱۹۵۶)

حرف آخر

خلافت تا قیامت رہے گی

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں "پہلے زمانے کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ خلافت راشدہ کا زمانہ تھوڑا ہوگا اور اسی کے مطابق ہوا۔ لیکن اس زمانے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی ہے کہ میرے غلام صادق کے آنے کے بعد جو خلافت قائم ہوگی وہ علیٰ منہاج نبوت ہوگی اور اس کا دور قیامت تک چلنے والا دور ہوگا۔۔۔ بہر حال واضح ہو کہ اب اللہ کی رسی حضرت مسیح موعودؑ کا وجود ہی ہے۔ آپ کی تعلیم پر عمل کرنا ہے۔ اور پھر خلافت سے چمٹے رہنا بھی تمہیں مظبوط کرتا چلا جائیگا۔ خلافت تمہاری اکائی ہوگی۔ خلافت، مسیح موعودؑ اور آنحضرت ﷺ کے واسطے سے اللہ تعالیٰ سے جوڑنے والی ہوگی۔ پس اس رسی کو بھی مظبوطی سے پکڑے رکھو۔ ورنہ جو نہیں پکڑے گا وہ بکھر جائیگا۔ نہ صرف خود برباد ہوگا بلکہ اپنی نسلوں کی بربادی کے سامان بھی کر رہا ہوگا، اس لئے ہر وہ آدمی جس کا اس کے خلاف نظریہ ہے وہ ہوش کرے۔" (خطبہ جمعہ ۲۶ اگست ۱۹۰۵)

خلافت کی ہیں برکتیں بے شمار
خلافت تا قیامت زندہ باد

شیخ رفیق احمد طاہر۔ یوکے

"زندہ نبی وہی ہوسکتا ہے جس کے برکات اور فیوض ہمیشہ کیلئے جاری ہوں"

(حضرت مسیح موعودؑ، ملفوظات جلد ۴، صفحہ ۶۲۹)

مکرم شفیق احمد صاحب مرحوم

(مکرم عطاالمجیب راشد صاحب، امام مسجد فضل لندن)

مکرم شفیق احمد صاحب مرحوم ۲۶ جولائی ۲۰۲۱ کو مختصر سی علالت کے بعد بقضائے الٰہی بعمر ۷۰ سال لندن میں وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم پاکستان سے جرمنی آئے اور کولون شہر میں رہائش پزیر ہوئے۔ وہاں ایک لمبا عرصہ قیام کیا اور اس دوران مختلف جماعتی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ ۲۰۰۷ کے قریب وہ لندن آ گئے اور مسجد فضل لندن کے قریبی علاقہ میں رہائش اختیار کی۔ اس وقت سے تا عمر وفات میرے دفتر میں معاونت کی خدمت بلا معاوضہ نہایت اخلاص اور محنت سے سرانجام دیتے رہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی سب خدمات کو قبول فرمائے اور اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ بہت نیک، عبادت گزار، تہجد کے پابند تھے۔ نوافل بہت کثرت سے ادا کرتے تھے۔ ساری نمازیں سنوار کر ادا کرنے والے، بہت سادہ مزاج، مہمان نواز، نیک اور مخلص انسان تھے۔ ہر ایک سے مسکراتے چہرے سے ملتے اور ہر وقت دوسروں کی خدمت کے لئے کمر بستہ رہتے تھے۔ نہت بے نفس انسان اور ہر ایک سے ہمدردی کرنا ان کا نمایاں وصف تھا۔ قرب و جوار میں بیمار اور معمر افراد کی بہت باقاعدگی سے عیادت اور خدمت کیا کرتے تھے۔ دن ہو یا رات، ہر وقت اس خدمت پر مستعد رہتے اور یہ خدمت نہایت خاموشی سے سرانجام دیتے تھے۔ جماعتی خدمات میں بھی ہمیشہ بڑی مستعدی اور باقاعدگی سے مصروف رہتے۔

جرمنی اور پھر یہاں لندن آنے کے بعد بھی خدمت کے میدان میں بڑے مستعد رہے۔ مقامی حلقہ میں اور اسی طرح انصاراللہ کی طرف سے مفوضہ مالی ذمہ داریاں بہت مستعدی اور امانت سمجھ کر ادا کرتے رہے۔ مالی امور میں بہت احتیاط کرنے والے مخلص خادم سلسلہ تھے۔

مرحوم نے اپنے پیچھے ایک بیٹا عزیزم بلال احمد اور تین بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ تینوں بیٹیاں شادی شدہ ہیں۔ علاوہ ازیں آپ کے چھ بھائی مکرم رفیق احمد صاحب، مکرم مسعود الحسن ثقفی صاحب مکرم محمود احمد صاحب وسیم احمد صاحب اور مکرم نبیل احمد صاحب حیات ہیں اور برطانیہ، جرمنی اور امریکہ میں مقیم ہیں جبکہ آپ کے دامادوں کے نام مکرم مصور ادریس صاحب، مکرم وحید عثمان صاحب اور عطا کوثر صاحب ہیں۔

مرحوم شفیق احمد صاحب کو یہ خصوصی اعزاز حاصل ہوا کہ ان کی وفات پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۲۹ جولائی ۲۰۲۱ کو بارہ بجے صبح اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر نماز جنازہ حاضر فرمائی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور اپنے قرب میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین

ارشاد باری تعالیٰ

وَاَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ
وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ
وَارۡکَعُوۡا مَعَ الرّٰکِعِیۡنَ
(سورۃ البقرۃ:44)

ترجمہ: اور نماز قائم کرو
اور زکوٰۃ ادا کرو
اور جھکنے والوں کے ساتھ
جھک جاؤ

گلدستہ

سب نماز پر قائم ہو جائیں

حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

’’میں تو بہت دعائیں کرتا ہوں کہ میری سب جماعت ان لوگوں میں ہو جائے جو خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور نماز پر قائم رہتے ہیں اور رات کو اٹھ کر زمین پر گرتے ہیں اور روتے ہیں اور خدا کے فرائض کو ضائع نہیں کرتے اور بخیل اور ممسک اور غافل اور دنیا کے کیڑے نہیں ہیں۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ یہ میری دعائیں خدا تعالیٰ قبول کرے گا اور مجھے دکھائے گا کہ اپنے پیچھے میں ایسے لوگوں کو چھوڑتا ہوں۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات جلد 2 صفحہ 619)

مؤثر انداز نصیحت

ایک نوجوان عیسائی ماسٹر جیمز، بی اے کر کے آئے اور ہمیں جغرافیہ پڑھانے کے لئے مقرر ہوئے۔ ایک دن ایک طالب علم نے ان سے ایک دوسرے طالب علم کی شکایت کی کہ یہ سگریٹ پیتا ہے۔ ماسٹر صاحب نے اسے اپنے پاس بلایا اور ایک لڑکے کو لیبارٹری سے ململ کے کپڑے کا ٹکڑا لینے بھیجا۔ جب وہ لے آیا تو سگریٹ پینے والے لڑکے سے کہا کہ میرے سامنے سگریٹ پیو! وہ ڈرا اور سہا ہوا تھا مگر ماسٹر صاحب نے اسے تسلّی دی کہ تمہیں سزا نہیں دی جائے گی۔ چنانچہ اس نے سگریٹ کا پہلا کش لگایا تو ماسٹر صاحب نے کہا کہ سگریٹ کا دھواں اس ململ کے کپڑے پر چھوڑو۔ ایسا کرنے پر کپڑا بھورا اور تین چار کشوں سے سیاہ ہو گیا۔ ماسٹر صاحب نے وہ سیاہ کپڑا طلباء کو دکھایا کہ سگریٹ پینے والوں کا اندر یعنی معدہ، انتڑیاں اور دیگر اعضاء یوں سیاہ ہو کر تباہ ہو جاتے ہیں اور سگریٹ نوش جوانی میں ہی کئی خطرناک بیماریوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس مظاہرے سے مجھے ہمیشہ کے لئے سگریٹ سے نفرت ہو گئی۔

(کتاب: گمنام وبے ہنر، از محمد سعید احمد صفحہ 10)

نشانِ عبرت

(وہ جس نے کہا تھا کہ احمدیت ایک کینسر ہے میں اور میری حکومت اس کو جڑ سے اکھاڑ کر رہے گی، اس کے بارے میں برطانیہ کے مشہور قلمکار منصور آفاق کے تازہ مضمون کا ایک حصہ)

’’جنرل ضیاء کی ہلاکت کے وقت بڑے بڑے ماتمی جلسے ہوئے تھے۔ اس کی قبر پر پھول چڑھانے والے بھی بہت تھے۔ چھاتی پر ہاتھ رکھ کر یہ کہنے والے سیاستدانوں کی بھی کوئی کمی نہیں تھی کہ میں جنرل ضیاء کے مشن کو مکمل کروں گا۔ مگر ایک آدھ سال میں مطلع صاف ہو گیا۔ جنرل ضیاء بلکہ کوئی فوجی صدر ایسا نہیں ہے کہ اب جس کی قبر پر کوئی جاتا ہو۔ جس کے لئے کوئی یادگاری ٹکٹ جاری کیا گیا ہو۔ کس سیاسی جماعت کے منشور میں اس کا مشن شامل ہو۔ کسی دیوار پر اس کی تصویر موجود ہو۔ کسی کتب خانے میں اس کے ہاتھ سے لکھی

گئی تحریر رکھی گئی ہو۔کسی بڑے آدمی کے ڈرائینگ روم میں ان میں سے کسی کے ساتھ کھینچی ہوئی تصاویر آویزاں ہوں۔ بلکہ ان کا ساتھ دینے والے قوم سے معافیاں مانگتے پھرتے ہیں۔''

(روزنامہ جنگ لندن 30/10/2012)

بدگمانی میں جلدی

● میں نے ایک کتاب منگوائی۔وہ بہت بے نظیر تھی۔میں نے مجلس میں اس کی بہت تعریف کی۔کچھ دنوں بعد وہ کتاب گم ہوگئی۔مجھے کسی خاص شخص پر تو خیال نہ آیا مگر خیال آیا کسی نے چرالی ہوگی۔ایک دن جب میں نے اپنے مکان سے الماریاں اٹھوائیں تو کیا دیکھتا ہوں کہ الماری کے پیچھے بیچوں بیچ کتاب پڑی ہے۔جس سے معلوم ہوا کہ کتاب میں نے رکھی ہے اور وہ پیچھے جا پڑی ہے۔اس وقت مجھ پر معرفت کے دو نکتے کھلے۔ایک تو مجھے ملامت ہوئی کہ دوسروں پر میں نے بدگمانی کیوں کی۔دوئم میں نے صدمہ کیوں اٹھایا۔خدا کی کتاب (قرآن مجید) اس سے بھی زیادہ عمدہ اور عزیز موجود تھی۔

● اسی طرح میرا ایک بستر تھا جس کی کوئی آٹھ دس تہیں ہوں گی۔ایک نہایت عمدہ ٹوپی مجھے کسی نے بھیجی جس پر طلائی کا کام ہوا تھا۔ایک اجنبی عورت ہمارے گھر میں آئی۔اس نے اس ٹوپی کے دیکھنے میں بہت دلچسپی لی۔تھوڑی دیر بعد وہ ٹوپی گم ہوگئی۔مجھے اس کے گم ہونے کا صدمہ تو نہ ہوا کیونکہ نہ میرے سر پر پوری آتی تھی نہ ہی میرے بچوں کے سر پر۔مگر میرے نفس نے اس طرف توجہ کی کہ اس عورت کو پسند آئی ہوگی۔مدت ہوگئی اس عورت کے چلے جانے کے بعد جب بستر کو جھاڑنے کے لئے کھولا تو اس کی تہہ میں سے ٹوپی نکل آئی۔

(خطباتِ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ صفحہ 87 بحوالہ کتاب قندیلیں صفحہ 44)

''کافر'' بمقابلہ عالمِ دین

ریٹائرڈ لیفٹیننٹ کرنل جناب بشارت احمد جوئیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بریگیڈیئر جن کا نام مصلحتاً نہیں بتا رہا، انہوں نے مجھے بتایا کہ 1953 میں ان کو رات کے وقت (حضرت) مرزا ناصر احمد صاحب کو جو اس وقت لاہور میں تعلیم الاسلام کالج کے پرنسپل تھے، رتن باغ سے گرفتار کرنے کے لئے وارنٹ دئے گئے۔یہ بریگیڈیئر نصف شب کے بعد وقت مقررہ پر رتن باغ گئے تو وہ مکان کی دوسری منزل کے ایک کمرے کے پردوں سے نکلتی ہوئی روشنی دیکھ متعجب ہوئے۔گھنٹی بجائی، ایک خادم نیچے اترا، جب حضرت میاں ناصر احمد صاحب کے متعلق معلوم کیا تو جواب ملا کہ نماز پڑھ رہے ہیں۔یہ صاحب بہت حیران ہوئے، پھر سنبھلے۔بہت جلد حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔جب وارنٹ گرفتاری دکھائے تو حضور نے فرمایا اگر اجازت ہو تو میں اٹیچی کیس لے لوں۔پھر گھر والوں کو خدا حافظ کہا اور ساتھ چل پڑے۔

اسی افسر کو دو ایک روز بعد ایک بہت بڑے عالمِ دین کی گرفتاری کے وارنٹ ملے۔وقت گرفتاری قریباً پہلے والا تھا۔ان کے گھر پہنچے۔گھنٹی بجائی، دروازہ کھٹکھٹاتے رہے مگر کافی دیر تک کوئی جواب نہ ملا۔کافی وقت گزرنے کے بعد ایک نوکر آنکھیں ملتا ہوا آیا۔جب مولانا کے متعلق معلوم کیا تو جواب ملا کہ سو رہے ہیں۔۔کافی تگ و دو کے بعد مولانا سے ملاقات ہوئی۔جب وارنٹ گرفتاری دکھائے تو مولانا اسلامی اور عربی اصطلاحات میں بریگیڈیئر صاحب کو کوسنے لگے۔بڑے بحث مباحثے کے بعد جب ان مولانا کو گاڑی میں لے چلے تو یہ بریگیڈیئر صاحب دل ہی دل میں سوچنے لگے کہ ایک ''کافر'' تو تہجد کی نماز پڑھ رہا تھا اور اس نے بوقت گرفتاری حوصلے اور توکل کا اعلیٰ نمونہ دکھایا اور دوسری طرف بزعمِ خود یہ عالمِ دین توکل اور تحمل سے بالکل عاری۔

(کتاب ''قندیلیں'' صفحہ 70 بحوالہ تاریخِ احمدیت جلد شانزدہم)

سب سے پسندیدہ

حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب لکھتے ہیں کہ صاحبزادہ حضرت میاں طاہر احمد صاحب کا ایک عجیب واقعہ میں تا زیست نہ بھولوں گا۔

1939 کی بات ہے جبکہ حضرت مصلح موعودؓ دھرم سالہ میں قیام پذیر تھے اور جناب عبدالرحیم نیّر صاحبؓ بطور پرائیویٹ سیکریٹری حضورؓ کے ہمراہ تھے۔ایک دن نیّر صاحب نے اپنے خاص لب و لہجے کے ساتھ کہا کہ میاں طاہر احمد آپ نے یہ بات بہت اچھی لکھی ہے بتایئے میں آپ کو کیا انعام دوں میرا دل بہت خوش ہوا ہے۔ بتائیں آپ کو کیا چیز پسند ہے۔تو اس بچے نے جس کی عمر اس وقت ساڑھے دس سال تھی برجستہ کہا اللہ! نیّر صاحب حیران ہوکر خاموش ہوگئے۔ میں نے کہا نیّر صاحب اگر طاقت ہے تو اب میاں صاحب کی پسندیدہ چیز انہیں دیجیے مگر آپ کیا دیں گے؟ اس چیز کے لینے کے لئے تو خود آپ ان کے والد کے قدموں میں بیٹھتے ہیں۔

(کتاب ''قندیلیں'' بحوالہ تابعین اصحاب احمد جلد سوم سیرت ام طاہر صفحہ 123)

کرایہ ارسال ہے

ایک احمدی دوست تھرڈ کلاس میں سفر کر رہے تھے۔ راستے میں ان کے ایک ملنے والے ریل میں مل گئے جو سیکنڈ کلاس میں تھے۔انہوں نے انہیں بلایا اور ایک دو سٹیشن تک وہ ان کے ساتھ ہی سیکنڈ کلاس میں سوار چلے گئے۔ پھر اپنے ڈبے میں آ گئے۔ سفر ختم ہوا تو وہ صاحب ٹکٹ دے کر باہر چلے گئے۔ گھر آ کر حساب کر کے انہوں نے وہ رقم جو ان سٹیشنوں کے درمیان تھی سیکنڈ اور تھرڈ کے کرایہ کا جو فرق تھا ایجنٹ NWR کے نام بھیج دی۔اور لکھ دیا کہ ایک ضرورت کی وجہ سے اپنے سفر میں دو سٹیشنز تک سیکنڈ کلاس میں سفر کر لیا تھا۔ یہ اس کا کرایہ ارسال ہے۔

(واقعہ بیان فرمودہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب
''قندیلیں'' بحوالہ الفضل 17 مئی 1994)

چشم دید انکسار

سر فیروز خان نون جو ہماری ملکی سیاست میں ایک نمایاں نام اور ممتاز مقام رکھتے ہیں اور پاکستان کے وزیر خارجہ اور وزیر اعظم بھی رہے ہیں نے اپنی سرگزشت میں ایک نہایت دلچسپ اور عجیب واقعہ لکھا ہے جس میں انکساری اور فروتنی کے علاوہ بھی بہت سے قابلِ توجہ اور قابلِ غور امور پائے جاتے ہیں۔وہ اپنی سرگزشت ''چشم دید'' میں لکھتے ہیں:

''یہ واقعہ مجھے اپنی زندگی کے ایک اور چھوٹے سے واقعہ کی یاد دلاتا ہے جس کا تعلق سر محمد ظفر اللہ سے ہے جو میرے عمر بھر کے ساتھی ہیں۔انہوں نے بلا کی قوتِ حافظہ پائی ہے۔ ایک دفعہ میں سر ظفر اللہ خان کی دعوت پر مرزا صاحب سے ملاقات کے لئے ربوہ جو احمدیہ فرقہ کا مرکزی صدر مقام ہے گیا۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی میں نے جوتے اتار دیئے۔ ملاقات کے بعد جب میں جانے کے لئے کھڑا ہوا تو مرزا صاحب سے باتیں کرتے کرتے پاؤں سے جوتے ٹٹولنے لگا۔ یہ دیکھ کر سر ظفر اللہ خان نیچے جھکے میرے جوتے اٹھائے اور قرینے سے جوڑ کر میرے سامنے رکھ دیئے۔ بیشتر پاکستانیوں نے اس طرزِ تپاک کا خواب بھی نہیں دیکھا ہوگا۔وہ تو ایسی حرکت کو شان و وقار کے منافی اور کسرِ شان سمجھتے ہوں گے۔لیکن ظفر اللہ خان کے وقار کو اس سے کوئی صدمہ نہیں پہنچا۔ان کی منکسر المزاجی نے میرے دل پر گہرا اثر چھوڑا۔

(''قندیلیں'' بحوالہ الفضل 13 فروری 1989)

بمنزلہ دودھ

نائیجیریا جانے والے دوسرے احمدی مبلغ حضرت حکیم فضل الرحمٰن صاحبؓ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے درج ذیل ہدایات لکھ کر دیں:

''دینی لٹریچر سے آگاہ رہنے کی ہمیشہ کوشش کرو۔ قرآن کریم کے متعلق تو مجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ وہ تو مومن کی جان ہے۔ مگر حدیث اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مطالعہ بھی

ضروری ہے۔ان سے غافل نہ ہو۔کوئی نہ کوئی اخبار قادیان کا جس میں مرکز اور سلسلہ کے حالات ہوں ضرور زیر مطالعہ رہنا چاہئے کہ یہ ایمان کو تازہ کرتا ہے.......

اور پھر خلفاء کے اعلانات اور ان کی کتب کا مطالعہ بھی ضروری ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ ان کے ذریعہ اپنی مرضی کو ظاہر کرتا ہے اور انسان کیلئے ان کا کلام بمنزلہ دودھ کے ہوتا ہے۔‘‘

(الفضل 30 جنوری 1922ء صفحہ 4)

میں سر پکڑ کر بیٹھ گیا

’’ہم شک پروپیگنڈے اور کسی کو تسلیم نہ کرنے کی بدعت کے اس قدر شکار ہو چکے ہیں کہ ہم اب لوگوں کی نمازوں تک میں کیڑے نکال لیتے ہیں۔ مجھے ایک صاحب کسی کے بارے میں بتا رہے تھے کہ وہ قادیانی ہے۔ میں نے پوچھا تمہیں کیسے پتہ چلا۔اس نے جواب دیا وہ بار بار کلمہ پڑھتا ہے اور ایسا کرنے والے لوگ قادیانی ہوتے ہیں۔ میں سر پکڑ کر بیٹھ گیا‘‘

(جاوید چوہدری صاحب کے 14 جون 2012 کے کالم کا ایک اقتباس۔
از الفضل انٹرنیشنل 13 جولائی 2012)

بچوں پر شفقت کی ایک حسین مثال

محترمہ برکت بی بی صاحبہ اہلیہ حضرت میاں فضل محمد صاحبؓ ہرسیاں والے بیان کرتی ہیں کہ آپ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہاں تشریف لاتیں تو بڑی بچی رحیم بی بی کو بھی ساتھ لے آتیں۔ایک بے حد دلچسپ واقعہ اس بچی کی ایک بھولپن کی فرمائش کا محترمہ اہلیہ حضرت مولوی غلام نبی مصری صاحب نے سنایا۔واقعہ یوں ہوا کہ حضرت مسیح موعودؑ کسی تصنیف میں مصروف تھے۔ بچی حضرت صاحب کو پنکھا کر رہی تھی خدا جانے اس بچی کے دل میں کیا آیا کہ وہ ایک کھڑکی پر چڑھ کر بیٹھ گئی اور کہنے لگی۔

’’حضرت جی آپ یہاں آجائیں تو میں آپ کو پنکھا کروں۔‘‘

اور حضرت اقدس اپنا کام چھوڑ کر بچی کی دلجوئی کی خاطر اُٹھ کر کھڑکی کے پاس تشریف لے آئے۔

(بحوالہ کتاب ’’زندہ درخت‘‘ صفحہ 64-65)

میں نقش پائے یار سے اِدھر اُدھر نہیں ہوا

اِسی لئے تو آج تک میں در بدر نہیں ہوا
میں نقشِ پائے یار سے اِدھر اُدھر نہیں ہوا

ترے خیال سے پرے بھی اور کچھ جہان تھے
یہ دل مگر تِرے سِوا کسی کا گھر نہیں ہوا

کسی بزرگ نے کہا یہ آسماں کو دیکھ کر
جو خاک میں نہیں مِلا وہ معتبر نہیں ہوا

جسے خدا کی ذات پر ہیں بے شمار وسوسے
وہ دیکھتا تو ہے مگر وہ دیدہ ور نہیں ہوا

وہ پیڑ جس کے سائے سے اُٹھا دیے گئے تھے ہم
سنا ہے اُس کے بعد پھر وہ باثمر نہیں ہوا

بچھڑ کے صبر آگیا جنہیں وہ کون لوگ تھے
مری وہ شب کٹی نہیں وہ دن بسر نہیں ہوا

(مبارک صدیقی)

شرائطِ بیعت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃو السلام نے 12جنوری 1889ء میں ایک اشتہار بعنوان ”تکمیلِ تبلیغ“ شائع فرمایا جس میں وہ دس شرائط بیعت جو جماعت میں مشہور و معلوم ہیں اوراب ہر بیعت فارم پر چھپی ہوئی ہوتی ہیں، تحریر فرمائیں اور وہ یہ ہیں۔

اوّل:

بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہے گا۔

دوم:

یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت اُن کا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔

سوم:

یہ کہ بلاناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا۔ اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا۔ اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائے گا۔

چہارم:

یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

پنجم:

یہ کہ ہر حال رنج و راحت اور عسر اور یسُر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا اور بہر حالت راضی بقضا ہوگا اور ہر ایک ذلّت اور دُکھ کے قبول کرنے کے لئے اُس کی راہ میں تیار رہے گا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے مُنہ نہیں پھیرے گا بلکہ آگے قدم بڑھائے گا۔

ششم:

یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائے گا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلّی اپنے سر پر قبول کرے گا اور قَالَ اللّٰہ اور قَالَ الرَّسُوْل کو اپنے ہر یک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔

ہفتم:

یہ کہ تکبّر اور نخوت کو بکلّی چھوڑ دے گا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔

ہشتم:

یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزّت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر یک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔

نہم:

یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

دہم:

یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہے گا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔